تبلیغی جماعت کی حقیقت کو بے نقاب کرتی ایک تاریخی کتاب

ناسورِ وہابیت

از: رئیس الفقہا، عمدۃ المحققین، محبوب ذوالمنن

سید شاہ مصباح الحسن چشتی قدس سرہ

تقدیم، تخریج، تحشیہ

محمد عابد چشتی ثقافی

ناشر
شعبہ نشر و اشاعت جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف

تبلیغی جماعت کی حقیقت کو بے نقاب کرتی ایک تاریخی کتاب

ناسور وہابیت

از

رئیس الفقہا، عمدۃ المحققین، محبوب رب ذوالمنن
سید شاہ **مصباح الحسن چشتی** قدس سرہ

تقدیم، تخریج، تحشیہ

محمد عابد چشتی ثقافی

ناشر۔: شعبہ نشرواشاعت جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب : الیاسیہ جماعت یا ناسور وہابیت
مصنف : سید شاہ مصباح الحسن چشتی قدس سرہ
تقدیم و تحشیہ : محمد عابد چشتی ثقافی
پروف ریڈنگ : مولانا احکام علی چشتی مصباحی
طبع اول : ۱۳۷۳ھ
طبع ثانی : ۱۳۷۷ھ (تقریبًا)
طبع جدید : ۱۴۳۷ھ / ۲۰۱۶ء
تعداد : ۱۱۰۰
صفحات : ۱۳۲
ناشر : شعبہ نشر واشاعت جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف
قیمت :

نظر ثانی

استاد محترم، جامع معقول و منقول حضرت علامہ مولانا
مفتی انفاس الحسن صاحب قبلہ چشتی دام ظلہ العالی
شیخ الحدیث و صدر المدرسین جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف

ملنے کے پتے:
(۱) شعبہ نشر واشاعت جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف
(۲) مکتبہ صمدیہ جامع مسجد پھپھوند شریف

انتساب

سند المحققین ، سید المفسرین ، اعلم العلما ، صدر مجلس علماے اہل سنت

حافظ کلام باری و صحیح بخاری حضرت علامہ شاہ

سید عبد الصمد چشتی مودودی رضی اللہ عنہ

کے نام

جن کی پوری زندگی باطل فرقوں کی تردید اور مسلک اہل سنت کی
نشرو اشاعت میں گزری

محمد عابد چشتی ثقافی

فہرست مشمولات

(۱)۔ دعائیہ کلمات: مخدوم گرامی حضرت علامہ سید محمد انور چشتی دام ظلہ................6
(۲)۔ کلمات تحسین: مخدوم گرامی حضرت علامہ سید مظہر میاں دام ظلہ................7
(۳)۔ تاثر: حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ..................9
(۴)۔ تاثر: حضرت پروفیسر سید طلحہ رضوی برق دام ظلہ..................11
(۵)۔ تاثر: حضرت پروفیسر سید شمیم الدین احمد منعمی دام ظلہ..................14
(۶)۔ ابتدائیہ..17
(۷)۔ تقدیم..20
(۸)۔ حضرت خواجہ سید مصباح الحسن چشتی۔۔ حیات و خدمات....................64

ناسور وہابیت (ص:81)

(۹)۔ مولوی محمد الیاس پشتینی وہابی دیوبندی تھے..............................90
(۱۰)۔ اس تحریک میں سب مولوی دیوبندی یا ان کے ہم خیال وہابی شریک تھے.........94
(۱۱)۔ مولوی الیاس کی تحریک تبلیغ فروغ دیوبندیت کی تھی..............................95
(۱۲)۔ ”مکاتیب مولانا الیاس“ کے چند اہم اقتباسات..............................99
(۱۳)۔ ”ملفوظات مولانا الیاس“ کے چند اہم اقتباسات..............................101
(۱۴)۔ ” مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت“ کے چند اہم اقتباسات....................102
(۱۵)۔ مولوی الیاس مولوی اشرفعلی کی تعلیمات و تصانیف کو پھیلانا چاہتے تھے.........104
(۱۶)۔ یہ تحریک صرف کلمہ و نماز کی نہیں..............................106
(۱۷)۔ یہ تحریک جمیع ماجاء بہ النبی اور تمام امور دینیہ کو شامل ہے....................107

(۱۸)۔ مولوی الیاس کی تحریک نجدیوں میں مقبول ہے............................108
(۱۹)۔ لطیفہ..112
(۲۰)۔ روح فرسا واقعہ...112
(۲۱)۔ مولوی الیاس کا اپنی جماعت کو تعلیم تقیہ وفریب..........................113
(۲۲)۔ مولوی الیاس کی گستاخی...116
(۲۳)۔ مولوی الیاس کی یہ تحریک سراسر فریب ہے.................................119
(۲۴)۔ تلک عشرۃ کاملۃ..121
(۲۵)۔ وہابیوں کی چند شرم ناک گستاخیاں...123
(۱۲۶)۔ گستاخان رسول کا حشر...125
(۲۷)۔ پیغام مصباح..131

☆☆☆

دعائیہ کلمات

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید محمد انور میاں صاحب قبلہ چشتی

دام ظلہ العالی، سربراہ اعلیٰ جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

"ناسور وہابیت" رئیس الفقہا، سلطان الکاملین، نائب سید الکونین، مجمع البحرین خواجہ سید شاہ مصباح الحسن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہم تصنیف ہے جو تبلیغی جماعت کے مکر و فریب اور گمراہ کن عقائد کو طشت از بام کرنے کے لیے تحریر کی گئی ہے۔ یہ کتاب اس اعتبار سے بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ تبلیغی جماعت کا ابتدائی دور جس وقت اہل اسلام اس کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار تھے اور ابھی اس کے باطل عقائد سامنے نہ آنے پائے تھے اس ماحول میں حضرت کی اس کتاب نے تبلیغی جماعت کی نقاب کشائی کر کے اہل سنت کے عقائد و اعمال کی حفاظت کی۔ اس سے پہلے دو مرتبہ اس کی اشاعت ۱۳۷۳۔۱۳۷۷ھ میں ہوئی تھی، تقریباً ۶۵ سال کے طویل عرصہ کے بعد اب یہ کتاب جامعہ صمدیہ کے استاد اور یہیں کے تعلیم و تربیت یافتہ عزیزم مولانا محمد عابد چشتی سلمہ کی تقدیم، تخریج، تحشیہ کے ساتھ شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف سے طبع ہو کر منظر عام پر آ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت کے ارشادات سے ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور گمراہ کن تمام جماعتوں سے دور رکھے اور سلمہ کی اس خدمت کو قبول فرما کر دین کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

سید محمد انور چشتی

آستانہ عالیہ صمدیہ پھپھوند شریف

۹ مارچ ۲۰۱۶ء

کلمات تحسین

حضرت علامہ سید محمد مظہر میاں صاحب قبلہ چشتی دام ظلہ العالی
آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف

خانقاہ چشتیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف کی یہ روایت رہی ہے کہ جب بھی باطل قوتوں نے سر ابھارنے اور عوام اہل سنت کے درمیان فکری اور اعتقادی بے راہ روی کو ہوا دینے کی کوشش کی ہے خانقاہ عالیہ کی روحانی اور علمی شخصیات نے فوراً ان گمراہ طاقتوں کے خلاف مورچہ لیا اور علاقے میں انہیں کبھی بھی پنپنے کا موقعہ نہیں دیا ہے۔ اس سلسلہ میں مشائخ آستانہ کی طرف سے جہاں ارشاد و موعظت کا راستہ اپنایا گیا وہیں تحریر و قلم کے ذریعہ بھی بھرپور انداز میں مسلک و مذہب مخالف عناصر کی ہرزہ سرائی کا جواب دیا گیا جس کے نتیجہ میں دیوبندیت، وہابیت، شیعیت، رافضیت اور دیگر فرقوں کی تردید میں ایک درجن سے زائد تحقیقی اور علمی کتابیں معرض وجود میں آئیں۔ تقریبًا ایک صدی اور نصف صدی پہلے لکھی گئیں ان کتابوں کو منظر عام پر لانا وقت کا تقاضہ بھی تھا اور ایک اہم ملی اور مسلکی فریضہ بھی۔ خدا کے بے پایاں کرم و احسان سے جشن صد سالہ حضور حافظ بخاری رضی اللہ عنہ کے موقعہ پر انہیں کی جملہ تصانیف کی از سر نو اشاعت عمل میں آئی تھی اور اب انہیں کے فرزند ارجمند رئیس الفقہا حضرت علامہ خواجہ سید مصباح الحسن چشتی رضی اللہ عنہ کی شہرہ آفاق کتاب "الیاسیہ جماعت یا ناسور وہابیت" کی جدید اشاعت پر میں قلبی اور روحانی خوشی محسوس کر رہا ہوں۔

"ناسور وہابیت" تبلیغی جماعت کے رد میں لکھی گئی شاید ہندوستان کی سب سے پہلی کتاب ہے جس میں تبلیغی جماعت کی حقیقت کو مخالفین ہی کے لٹریچر سے طشت از بام کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ جدید علمی تقاضوں کے پیش نظر کتاب کی تقدیم، تخریج اور اس پر حاشیہ کی ضرورت محسوس کی جاری تھی جسے عزیزم مولانا عابد چشتی استاد جامعہ صمدیہ نے بحسن و

خوبی پورا کر دیا ہے ، مولانا پر آستانہ عالیہ کی غلامی کی نسبت کا اثر نمایاں ہے اور کام کرنے کا کافی جذبہ رکھتے ہیں جسے دیکھ کر مجھے امید ہے کہ مولانا آستانہ عالیہ پر موجود دیگر علمی مواد پر اسی جذبہ کے ساتھ اپنا کام جاری رکھیں گے ۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں مزید برکتیں عطا فرمایے اور دنیا و آخرت میں مشائخ چشت کے فیضان سے انہیں سرفراز فرمایے ۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ و سلم .

سید محمد مظہر چشتی

آستانہ عالیہ صمدیہ پھپھوند شریف

۳/ جمادی الآخرہ ۱۴۳۷ھ

تاثرگرامی

استاذالعلما، مناظراہل سنت، حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن صاحب قبلہ چشتی دام ظلہ العالی
شیخ الحدیث وصدرالمدرسین جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

زیرنظر کتاب ” ناسوروہابیت “ وقت کے عظیم فقیہ، شیخ طریقت، جامع علوم وفنون، اللہ کے نبی کے سچے وارث وامین، عمدۃ الفقہا، جانشین حافظ بخاری خواجہ سید مصباح الحسن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے، جن کے علم وفضل کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنے وقت کے ان اہم سلاطین علوم وفنون سے اخذ علم وفضل کیا ہے جن کی علمی عظمت و جلالت سب کو تسلیم ہے اور جن کے علمی فیوض وبرکات سے ہندوپاک کی کوئی درسگاہ خالی نہیں مثلا استاد الاساتذہ حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب رامپوری، اسد السنہ استاد المحدثین حضرت مولانا وصی احمد صاحب نقشبندی محدث سورتی رضی اللہ عنہم وغیرہ۔ نیز آپ کے والد محترم حافظ بخاری صدر مجلس علمائے اہل سنت خواجہ سید عبدالصمد چشتی پھپھوندوی قدس سرہ کا یہ ارشاد بھی مصنف کی عظمت واہمیت سمجھنے کے لیے کافی ووافی ہے جو انہوں نے وصال سے پہلے فرمایا تھا کہ
” مصباح الحسن مجھ سے اچھے ہوں گے “

حضرت نے یہ کتاب اس وقت تصنیف فرمائی جب گمراہ کن تبلیغی جماعت تازہ تازہ وجود میں آئی تھی، اس کے عقائد پر لوگ مطلع نہ تھے اور عوام اہل سنت گومگو کا شکار تھی، علمائے کرام سے جگہ جگہ سوالات کیے جارہے تھے کہ تبلیغی جماعت کے عقائد کیا ہیں اور اس سے تعلق رکھنا چاہیے یا نہیں؟ ایسے ماحول میں حضرت نے اپنے فرض منصبی کو ادا کرتے ہوئے اپنا قلم اٹھایا اور احادیث نبویہ اور انہیں کی کتابوں سے اس جماعت کی حقیقت بے حجاب کرکے عوام اہل سنت کے عقیدہ وایمان کی حفاظت فرمائی، اور دلائل وبراہین سے یہ ثابت کردکھایا کہ اس کا تعلق اللہ ورسول کی بارگاہ کے گستاخ دیابنہ سے ہے اہل سنت سے اس کا ہرگز کوئی تعلق نہیں۔ یہ کتاب ایک عرصہ سے کم یاب ہی نہیں بلکہ نایاب تھی اور اہل سنت کے افادہ واستفادہ کے لیے

اس کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، مالک وحدہ لاشریک کا فضل وکرم اور آستانہ عالیہ صمدیہ کے مشائخ کرام کا فیضان کہ میرے شاگرد عزیز مولانا عابد چشتی جو جامعہ صمدیہ کے بہترین فارغین میں سے ہیں اور اس وقت جامعہ صمدیہ کے استاد بھی ہیں انہوں نے اس پر ایک تفصیلی مقدمہ تحریر کیا، ساتھ ہی ساتھ بعض مقامات پر حاشیہ اور تخریج وتسہیل کا کام بھی کیا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ اب یہ کتاب اپنے جدید تقاضوں کی تکمیل کے ساتھ زیور طبع سے آراستہ ہونے جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف اور میرے عزیز شاگرد اور بے پناہ محب ومخلص حضرت علامہ مولانا احکام علی صاحب استاذ جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف کو جو عزیزم مولانا عابد صاحب کی اس خدمت میں مشیر ومعین خاص رہے ہیں علم وفضل کی مزید برکتوں سے نوازے اور اپنے نیک بندوں کے نقش قدم پر ہم سب کو قائم ودائم فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

اسیر اکبر المشائخ
محمد انفاس الحسن چشتی
خادم الطلبہ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف
شب ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ
۹ مارچ ۲۰۱۶ء

تاثرگرامی

پیر طریقت، حضرت علامہ پروفیسر سید محمد طلحہ رضوی چشتی نظامی برقؔ مدظلہ العالی
سجادہ نشیں آستانہ چشتیہ نظامیہ داناپور، بہار

آج سے ایک صدی قبل وہابیہ دیابنہ کے باطل عقائد کے رد میں علمائے اہل سنت نے علمائے عرب و حجاز سے فتاوے لے کر شائع کیے تھے مگر اس کے باوجود آج بھی یہ وارثان و حاملان عقائد نجدی اپنے توہب شدید میں " اناصحیح و خیر" کے استکبار کالاُزار کے نشۂ ابلیسی میں گرفتار و حق بیزار امن عالم اسلامیہ کے لیے شر و فساد کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ مزید یہ کہ اپنی وہابیت (توہب) کو اہل حدیث کے سر پوش سے چھپانے میں ناکام رہے تو بے شرمی کے ساتھ اب توہب کی دستار کج مج دار میں لفظ "سلفی" کا طرہ ءدمدار لگا کے ہشیار بنناچاہتے ہیں۔

عالم اسلام میں یہ زلازل و فتن کے کارندے، امن و سکون اور شانتی کے دشمن آفت برپا کیے ہوئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان ذریات شیاطین سے امت مسلمہ کو بخوبی آگاہ و آشنا کیا جائے۔ بخاری و مسلم میں یہ واقعہ بھی ملتا ہے کہ پہلا گستاخ رسول ذوالخویصرہ تمیمی (عبداللہ) تھا جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انصاف کرنے کے لیے کہا اور واپس ہوا تو حضور کی طرف پشت کر کے گیا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا:

" اس شخص کو پہچان لو، اس کی نسل میں اس جیسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ یہ قرآن خوب پڑھیں گے مگر حلق سے نہ اترے گا اور نماز بہت پڑھیں گے کہ تم اپنی نماز کم سمجھو گے مگر ان کی نماز ان کے سر سے اوپر نہ جائے گی۔

اس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں، رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں، پیشانی کی ہڈی اٹھی تھی، سر منڈا ہوا تھا، داڑھی گھنی تھی، تہبند پنڈلی تک اٹھی ہوئی تھی۔

اس کی تفصیل سنن نسائی اور صحیح مسلم کے حوالے سے مصنف موصوف نے اس کتاب میں بڑی شرح وبسط کے ساتھ دی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ اس کتاب سے میری مراد اللہ کے ولی، رئیس الفقہا، عمدۃ المتکلّمین حضرت العلام خواجہ سید شاہ مصباح الحسن چشتی مودودی قدس سرہ العزیز کی کتاب ھٰذا '' الیاسیہ جماعت یا ناسور وہابیت '' ہے جو نئی شان سے اشاعت پذیر ہونے جا رہی ہے جس پر یہ تاثر لکھنے کی سعادت اس کم سواد کو حاصل ہو رہی ہے۔ اس مفید کتاب کی اشاعت جدید میں جناب محمد عابد چشتی ثقافی مد عنایتہ نے تقریبًا ۶۰ صفحات پر مشتمل پر از معلومات تقدیم شامل کی ہے۔

اس کتاب کے مصنف موصوف رحمۃ اللہ علیہ سے میری واقفیت تقریبًا نصف صدی قبل کی ہے۔ میرے حضرت ابی وشیخی علامہ سید شاہ محمد قایم چشتی نظامی قتیلؔ داناپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب '' مسئلہ مرغوب '' کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تھا جس پر تقریبًا ۶۵ علمائے کرام کی رائیں شامل تھیں۔ مسئلہ مرغوب سے متعلق حضرت رئیس الفقہا و عمدۃ المتکلّمین قدس سرہ کی مفصل مستند اور طویل نگارش لائق مطالعہ ہے۔

پھر حضور سیدی حافظ بخاری رضی اللہ عنہ کے عرس شریف کے موقع پر حضرت رئیس الفقہا رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا ان کی محبت و شفقت اور دعائیں سرمایۂ زندگی ہیں۔

'' الیاسیہ جماعت یا ناسور وہابیت '' دراصل حضرت کا ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ نام بھی تاریخی ہے استخراج سے '' ۱۳۷۲ھ '' آتا ہے یعنی یہ کتاب آج سے ۶۵ سال قبل پہلی بار شائع ہوئی تھی۔ '' مسئلہ مرغوب '' اس کی اشاعت کے گیارہ سال بعد چھپی تھی اور علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب '' تبلیغی جماعت '' اس کے بعد۔ اور ان کتابوں نے دنیائے وہابیت میں تہلکہ مچا دیا کسی سے جواب نہ بن پڑا۔ '' ناسور وہابیت '' برصغیر میں وہابیت کے خلاف اس کے باطل عقائد کی تردید میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب تھی جس نے تبلیغی جماعت یعنی

الیاسیوں کا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیا۔ بخاری شریف اور مسلم شریف و سنن نسائی سے صحیح عبارتیں بحوالہ صفحہ نمبر اور ایڈیشن اس تفصیل سے پیش ہوئی ہیں کہ ایمان مستحکم ہوتا ہے۔ اسلوب، انداز بیان اتنا دلنشیں و مؤثر کہ باتیں راست دل میں اترتی ہیں۔ مطالعاتی و مشاہداتی واقعات کا اظہار اتنا واضح کہ مدعیان عقائد باطلہ گونگے ہو کر رہ گئے۔ آخر کتاب میں بڑی سادگی کے ساتھ جو اللہ والے کی شان ہے " پیغام مصباح " کے عنوان سے ایک اپیل کی ہے، میں اسے درج ذیل کرنے میں لذت محسوس کرتا ہوں۔

پیغام مصباح

میرے احباب سلسلہ اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ دو تعلق نہیں رکھ سکتے ، اگر خدا نخواستہ انہیں الیاسی جماعتوں سے دل چسپی ہے تو مجھ سے تعلق قطع کریں اور میرے ہم خیال ہو کر رہنا چاہتے ہیں تو ان جماعتوں سے علاحدہ رہیں کہ دو عملی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی نہ ذریعہ نجات بن سکتی ہے۔

یہ پیغام در اصل اس آیت کریمہ کی روشنی ہے " لا يستوی اصحاب النار و اصحاب الجنة ط اصحاب الجنة هم الفائزون "

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين و صلى الله تعالىٰ على خير خلقه و نور عرشه سيدنا و مولانا محمد و علىٰ آله و اصحابه و علماء ملته اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين .

سید محمد طلحہ رضوی چشتی نظامی برقؔ عفی عنہ

جاروب کش: آستانہ چشتیہ نظامیہ داناپور (۴ مارچ ۲۰۱۶ء)

تاثرگرامی

پیر طریقت، پروفیسر سید شمیم الدین احمد منعمی صاحب قبلہ مدظلہ
سجادہ نشیں خانقاہ چشتیہ منعمیہ متین گھاٹ پٹنہ بہار

مسلمانوں کا ایک بہت بڑا مسئلہ ان کا آپسی اختلاف و جھگڑا اور فساد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چہار جانب سے اتحاد بین المسلمین کی بے پناہ ضرورت اور احتیاج کی گہار لگتی رہتی ہے۔ بیماری کے علاج کامل کے لئے اس کی بنا و آغاز کو جاننا ضروری ہے اسی طرح اتحاد کے لئے اختلاف و فساد کے بنا و آغاز کو بھی جاننا ضروری ہے۔ پھر جب اس حوالہ سے ہم ملت اسلامیہ کے آپسی نزاع کی تاریخ پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ اس اختلاف کی بنا اور جھگڑے و فساد کی اصلی وجہ ایک طبقہ کی جانب سے کی گئیں وہ تخریبی کاوشیں ہیں جسے وہ اصلاح کے عنوان سے انجام دیتے ہیں۔ غرض کہ مسلمانوں میں آپسی فساد و پھوٹ کی اصلی وجہ ہوس اصلاح ہے۔ اصلاح کی ہوس رکھنے والوں کا امام امت تو امت خود ذات پاک نبی ﷺ کو بھی اپنی ہوس اصلاح کا نشانہ بنانے کی کوشش کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

امام بخاری و امام مسلم نے حضرت ابو سعید خدری کی روایت نقل فرمائی ہے۔

”ایک روز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مالِ (غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے تو بنو تمیم کے ذوالخویصرہ نامی شخص نے کہا: یا رسول اللہ! انصاف کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ہلاک ہو، اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) مجھے اجازت دیں کہ اس (گستاخ) کی گردن اڑا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، (اس اکیلے کی گردن اڑانا کیوں کر) بے شک اس کے (ایسے) ساتھی بھی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر جانو گے۔ وہ دین سے اس طرح نکلے ہوئے ہوں گے جیسے شکار

سے تیر نکل جاتا ہے۔”

اصلاح کا بھوت اگر سوار ہو جائے تو خود صاحب شریعت پر بھی انگلی اٹھ جاتی ہے اور عدل و انصاف، ظلم و ناانصافی نظر آتا ہے۔ شریعت، بدعت نظر آتی ہے اور عقیدت، شرک دکھنے لگتی ہے۔

ذات پاک سرور کائنات کو بزعم خود انصاف اور عدل یاد دلانے کی کوشش کرنے والی جماعت کے پیرو کاروں نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو کافر قرار دیا اور ان کے خلاف فساد برپا کیا۔

جس طرح حضرت نبی پاک ﷺ اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے صالح اعمال و اقدام کے خلاف بعنوان اصلاح فساد برپا کیا گیا ٹھیک اسی طرح ان کی اتباع و پیروی کرنے والوں کے خلاف اصلاح کے عنوان سے فساد برپا کیا گیا اور زہد و تقویٰ، تبلیغ و دعوت، دین و ایمان، نماز و روزہ کا وہ روپ دھارا گیا کہ عام لوگ اس ملمع سازی سے ان کے جال میں پھنستے چلے گئے۔

یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کا ہر گمراہ فرقہ جس نے امت کے بڑے طبقے پر انگلی اٹھائی اور ان کے عقائد و اعمال صالحہ کو بدعت و شرک اور کفر و ضلالت سے تعبیر کیا وہ بظاہر بڑا دین دار، پابند شریعت و سنت دکھتا ہے لیکن اس کی حرکت سے امت میں نفاق و فساد پھیلتا چلا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں واضح اشارہ اس سلسلہ میں یوں فرمایا گیا ہے۔

واذا قيل لهم لا تفسدوا فی الا رض قالوا انّما نحن مصلحون الا انهم هم المفسدون ولكن لا يشعرون. (سورہ بقرہ: ١٢)

(اور جب ان سے کہا جائے، زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ سنتا ہے وہی فسادی ہیں۔ مگر انہیں شعور نہیں)

تبلیغی جماعت، اصلاح کے عنوان سے قائم ہونے والی ایسی جماعت ہے جس کی سرگرمی نے مسلمانوں میں اختلاف و نزاع اور فساد کو بڑی سرعت کے ساتھ پھیلایا ہے۔ اگر ان کی

کوششیں صرف دعوت نماز وخدمت دین تک محدود ہوتیں توان کا متبع سلف صالحین کے عقائد و اعمال کو بدعت و شرک نہیں سمجھتا اور لوگوں کو اس سے دور کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ بے شمار مسجدوں میں ان کی آمد سے جھگڑا، جھنجٹ پیدا ہوا۔ مقدمے اور نالشیں ہوئیں۔ گھر بٹ گئے اور دل ٹوٹ گئے۔ امن درہم برہم ہوا۔ خونی رشتہ داریاں تبلیغی جماعت کی وجہ کر گھنونی رنجشوں میں تبدیل ہوگئیں۔

سچی اور آخری بات یہ ہے کہ جسے بھی اور جس جماعت کو بھی اصلاح کا شوق ہو وہ انبیائے کرام اور اولیائے عظام سے اپنی دوری کی اصلاح کرے۔ سلف صالحین کے عقائد و اعمال کو دل میں عقیدت کے ساتھ بیٹھانے کی کوشش کرے اور ان کا متبع بنے۔ پھر وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی جانب آئے تو اس کی اصلاح سے فساد کا امکان دور ہوجائے گا اور اس کی ہر کوشش امن کا پیش خیمہ اور انصاف کا باعث ہوگی۔

ایسی مبارک جماعت کی زندہ مثال ہمارے ائمہ اہل بیت ، ائمہ فقہ و حدیث اور صوفیائے کرام و مشائخ عظام ہیں جن کی دعوت و تبلیغ نے ٹوٹے دل جوڑ دیئے۔ ناانصافی کو انصاف میں بدل دیا۔ فساد جاتا رہا، امن آتا رہا، جنگ ختم ہوگئی، صلح کا پرچم لہرا گیا۔ چپے چپے میں خانقاہیں قائم ہوئیں اور سیکڑوں برس سے مصروف رشد و ہدایت ہیں اور اپنے بیگانے سب فساد سے بچنے کو یہیں پناہ لے رہے ہیں۔

حضرت خواجہ مصباح الحسن چشتیؒ کی تالیف “ناسور وہابیت” اصلاح کے پردے میں فساد کو بخوبی بیاں و عیاں کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ناشر کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس اہم کوشش کو شائع کر کے سادہ لوح لوگوں کو انجانے میں فسادی بننے سے بچنے کا سامان مہیا کر دیا۔ جزا کم اللہ تعالیٰ خیر الجزا.

سید شمیم الدین احمد منعمی
سجادہ نشیں خانقاہ منعمیہ میتن گھاٹ پٹنہ سیٹی-۸

ابتدائیہ

یوں تو مسلک اہل سنت ہر دور میں باطل قوتوں کی زد پر رہا ہے مگر ہندوستان کی سرزمین سے اٹھنے والی "تبلیغی جماعت" نام کی بے فیض تحریک نے مسلک اہل سنت کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے اس کا اندازہ لگانا دشوار ہے۔ ہندوستان کے خوش عقیدہ لوگوں میں بدعقیدگی کے جراثیم گھولنے میں اس جماعت کا اچھا خاصا کردار رہا ہے اور اگر جماعت اہل سنت کے مخلص علما، فضلا اور مشائخ طریقت اس جماعت کے فریب سے بچانے کے لیے خطابت وتحریر کے ذریعہ جد وجہد نہ کرتے تو شاید آج سنیت ہندوستان میں کس مپرسی کے عالم میں ہوتی۔ اس سلسلہ میں علمائے اہل سنت کی جانب سے کی جانے والی ایسی ہی تحریری کوششوں کی ایک معتبر کڑی کا نام "ناسور وہابیت" ہے جسے رئیس الفقہا، شہزادۂ حافظ بخاری حضرت علامہ سید خواجہ مصباح الحسن چشتی رضی اللہ عنہ نے تبلیغی جماعت کی نامراد حقیقت کو بے نقاب کرنے اور سادہ لوح عوام کو اس جماعت کے مکر سے بچانے کے لیے تصنیف کیا تھا۔ آج سے تقریباً چھ دہائی قبل اس کتاب کی اشاعت عمل میں آئی تھی ظاہر سی بات ہے کہ اس دور سے لیکر اب تک کی طویل مدت میں تصنیف و تالیف کے اسالیب اور علمی تقاضوں میں بہت اتار چڑھاؤ ہوا ہے جسے سامنے رکھ کر اس کتاب کی جدید اشاعت کا ارادہ بنایا گیا تاکہ عوام اہل سنت اس کتاب کو پڑھ کر گمراہیت اور تبلیغی فتنوں سے محفوظ رہیں۔

مرشد کریم، سید المتوکلین، امام الکاملین اکبر المشائخ حضرت علامہ سید محمد اکبر میاں چشتی رضی اللہ عنہ کی نگاہ فیض ہی کا نتیجہ ہے کہ اس کتاب پر کام کرنے کا موقعہ مجھ ناچیز کو میسر آیا اور اب یہ کتاب چند مفید اضافوں کے ساتھ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

کام کی تکمیل پر مخدوم گرامی مرتبت، مفکر قوم وملت حضرت علامہ مولانا الحاج سید انور میاں صاحب قبلہ چشتی دام ظلہ العالی اور شہزادۂ والا تبار خطیب ہندوستان حضرت علامہ سید

مظہر میاں صاحب قبلہ چشتی دام ظلہ العالی نے جن دعاؤں سے نوازا اور جس قدر حوصلہ افزا کلمات ارشاد فرمائے وہ میرے لیے سرمایہء آخرت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مخدومان آستانہ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔

استاذ محترم، استاذ العلما، مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد انفاس الحسن صاحب قبلہ چشتی دام ظلہ العالی نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود قیمتی وقت نکال کر اس کتاب پر نظر ثانی فرمائی اور گراں قدر اصلاحات سے نوازا اس بندہ نوازی کا شکریہ ادا کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں، حقیقت یہ کہ حضرت کی خصوصی توجہات کا ثمرہ ہے کہ میں یہ کام کرنے کے لائق ہوا۔ ان کی شاگردی کا شرف میری زندگی کا حاصل اور ان کی مشفقانہ نصیحتیں میرے لیے مشعل راہ ہیں۔

پیر طریقت حضرت علامہ سید طلحہ رضوی برق دام ظلہ العالی جماعت اہل سنت کے مایہ ناز ادیب ہیں، علمی وادبی حلقوں میں آپ کی شخصیت باوقار اور معتمد مانی جاتی ہے۔ آپ اپنے تمام اوصاف وکمالات کے ساتھ انتہائی مخلص اور حسن اخلاق کے پیکر جمیل ہیں۔ حضرت نے اپنی شدید علالت کے باوجود اپنے قیمتی تاثرات سے نوازا، ان کی اس نوازش پر ہم سراپا سپاس ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔

پیر طریقت حضرت پروفیسر سید شمیم الدین احمد منعمی دام ظلہ جماعت اہل سنت کی ایک مشہور شخصیت اور خانقاہ چشتیہ منعمیہ پٹنہ بہار کے سجادہ نشیں ہیں انہوں نے اپنی تمام تر دینی اور تبلیغی مصروفیات سے وقت نکال قیمتی تاثر تحریر فرمایا اس کے لیے ہم دل کی گہرائیوں سے ان کے شکرگزار ہیں۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس موقعہ پر خصوصیت کے ساتھ محب گرامی حضرت علامہ مفتی احکام علی صاحب چشتی کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جنہوں نے کتاب پر کام کی ابتدا سے لے کر انتہا تک ہر مرحلے میں ہمارا بھرپور تعاون کیا، کتاب کی پروف ریڈنگ کی اور ہر موڑ پر مفید

مشوروں سے نوازتے رہے۔

اس کے علاوہ جامعہ صمدیہ کے دیگر اساتذہ کرام بالخصوص استاد محترم حضرت علامہ مفتی ساجد رضا صاحب قبلہ مصباحی، استاد محترم حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی صاحب قبلہ مصباحی اور محب گرامی حضرت علامہ مولانا گلشاد احمد صاحب چشتی کے ہم تہ دل سے شکر گزار ہیں کہ ان حضرات نے کتاب سے متعلق دیگر کاموں میں ہمارا بھرپور تعاون کیا۔

اللہ تعالی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اس کوشش کو قبول فرمائے اور مزید دینی خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد عابد چشتی ثقافی

خادم جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف

تقديم

باب اول

تحریک وہابیت

تاریخی حقائق کے اجالے میں

پتہ نہیں وہ کتنی مبارک و مسعود گھڑی تھی جب غیب داں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف ملک شام اور ملک یمن کی قسمت میں ابدی سعادتوں اور برکتوں کی دعا فرما رہے تھے تو دوسری طرف عرب ہی کے ایک خطے جسے ”نجد“ کہا جاتا ہے کی شقاوت اور وہاں سے اٹھنے والے گمراہ اور گمراہ کن فتنوں کی خبر دے کر امت مسلمہ کو آگاہ و متنبہ فرما رہے تھے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ارشاد فرمایا:

قال اللّهم بارك لنا فى شامنا اللّهم بارك لنا فى يمننا قالوا و فى نجدنا قال اللّهم بارك لنا فى شامنا اللّهم بارك لنا فى يمننا قالوا يا رسول الله و فى نجدنا فأظنه قال فى الثالثه هناك الزلازل و الفتن و بها يطلع قرن الشيطان(1)

ترجمہ:۔ اے اللہ ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت عطا فرما، اے اللہ ہمارے لیے ہمارے یمن میں برکت عطا فرما کچھ لوگ (جو نجد کے باشندے تھے) بولے اور ”ہمارے نجد میں“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت عطا فرما، اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے یمن میں برکت نازل فرما انہیں لوگوں نے پھر عرض کیا اور ”ہمارے نجد میں“ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (راوی کہتے ہیں) مجھے گمان ہے کہ تیسری مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ” وہاں فتنے اور زلزلے ہوں گے اور وہاں شیطان کا سینگ نمودار ہوگا“

---

(1) بخاری شریف ج:۲ ص ۱۰۵۰/۱۰۵۱ کتاب الفتن، باب قول النبی صلی اللہ علیہ سلم ” الفتنۃ من قبل المشرق، رقم الحدیث ۶۸۱۵۔

یہ حدیث پاک اکثر کتب احادیث میں کچھ لفظی تغیر کے ساتھ موجود ہے جبکہ مسلم شریف کی ایک روایت میں ” قرن الشیطان “ کے بجائے ” قرنا الشیطان “ تثنیہ کے ساتھ آیا ہے (2) یعنی ” شیطان کے دو سینگ “ نمودار ہوں گے، اور ہوا بھی وہی کہ امت مسلمہ نے اپنے پیغمبر کی زبان سے نکلی ہوئی پیشین گوئی کو حرف بحرف وقوع پزیر ہوتے دیکھا چنانچہ اسلامی تاریخ میں جو سب سے عظیم فتنہ برپا ہوا وہ ” مسیلمہ کذاب “ کی جھوٹی نبوت کا تھا جس نے ہزاروں خوش عقیدہ لوگوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر گمراہ کر دیا یہ شخص مقام نجد کی جنوبی وادی حنیفہ کے ایک مقام عیینہ سے تعلق رکھتا تھا یہ پہلا فتنہ تھا جو ” نجدی زمین “ سے اٹھا اور پھر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ نبوت کا معجزہ دیکھیے کہ ٹھیک اسی مقام عیینہ سے گیارہ سو سال کے بعد اسلامی تاریخ کا دوسرا سب سے بڑا فتنہ ” محمد بن عبدالوہاب نجدی “ کی صورت میں نمودار ہوا جسے آج بشمول ہند و پاک پوری دنیائے سنیت ” فتنۂ نجدیت “ یا فتنۂ وہابیت “ کے نام سے جانتی اور تعبیر کرتی ہے اور اس طرح ” شیطان کے دو سینگ “ نکلنے والی پیشین گوئی مکمل ہو گئی۔ ذیل کے سطور میں ہم اسی فتنہ کے متعلق قدرے تفصیل سے گفتگو کرنے جا رہے ہیں تاکہ اس کی روشنی میں ہر خاص و عام نہ صرف نجدیت و وہابیت کے تاریخی پس منظر اور حقائق سے واقف ہو جائے بلکہ ہندوستان میں ” تبلیغی جماعت “ کی اصلیت اور تحریک وہابیت سے اس کے فکری ارتباط نیز ان کے منصوبوں اور عزائم کو اچھی طرح سمجھ لے۔

محمد ابن عبدالوہاب نجدی:

محمد ابن عبدالوہاب نجدی ۱۷۰۳ء مطابق ۱۱۱۵ھ میں ” نجد “ کی جنوبی وادی حنیفہ کے ایک مقام عیینہ میں پیدا ہوا، قارئین کی معلومات کے لیے ہم یہ بھی بتا دیں کہ مملکت سعودی

---

(2) مسلم شریف ج: ۲ ص: ۳۹۴۔ کتاب الفتن، فصل فی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ” الا ان الفتنۃ ھٰھنا “ مکتبہ اشرفیہ دیوبند۔

عرب دو حصوں پر مشتمل ہے (۱) نجد (۲) حجاز ۔

نجد میں ریاض ، طہران ، دمام ، احسا، نور قطیف وغیرہ آتے ہیں اور حجاز میں مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور طائف وغیرہ شامل ہیں۔ ابن عبد الوہاب کا تعلق نجد کے علاقے سے تھا جہاں سے پر زور فتنے اٹھنے کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات ظاہری ہی میں دے چکے تھے ۔ شیخ ابن عبد الوہاب کا تعلق ایک علمی اور روحانی گھرانے سے تھا شیخ کے والد ” عبد الوہاب “ اور بھائی ” سلمان بن عبد الوہاب “ اپنے وقت کے مقتدر علما اور صوفیا میں شمار کیے جاتے تھے اور دونوں خالص اہل سنت و جماعت کے عقائد و معمولات کے حامل اور مبلغ تھے ۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے اپنے والد سے تعلیم حاصل کی مگر طالب علمی ہی کے زمانے سے اس کی فکری اور اعتقادی بے راہ روی کے آثار نمایاں نظر آنے لگے تھے بلکہ اہل سنت و جماعت کے متوارث چلے آرہے عقائد کو لیکر کبھی کبھی ابن عبد الوہاب اپنے والد ہی سے سخت تکرار کر لیا کرتا تھا جس کی وجہ سے ان کے والد کافی پریشان اور فکر مند رہا کرتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے اپنے بیٹے کی فکری کج روی سے بے زار ہو کر مقام ” عیینہ “ چھوڑ کر اسی علاقے کے دوسرے شہر ” حریملا “ میں جاکر سکونت اختیار کر لی تھی ۔

شیخ نجدی جس عقیدے اور فکر کا حامل تھا اس کے تناظر میں دنیا بھر کے لاکھوں اور کروڑوں مسلمان اس کے نزدیک مشرک اور بت پرستوں کے زمرے میں آتے تھے اس لیے کہ اس کے نزدیک مندرجہ ذیل سارے امور کا ڈانڈا شرک سے ملتا تھا:

” کسی نبی یا ولی کو مدد کے لیے پکارنا۔ اولیا کی نذر ماننا۔ قبر وغیرہ کو بوسہ دینا۔ یا برکت کی نیت سے اس کی مٹی لینا۔ نبی کریم صلی اللہ علی وسلم سے استغاثہ کرنا یا شفاعت طلب کرنا۔ قبروں پر قبے اور عمارت بنانا وغیرہ۔

یعنی وہ سارے عقائد و اعمال جو صدیوں سے علما و فقہا اور اساطین امت کے یہاں متوارث چلے آرہے تھے شیخ نجدی کے نزدیک وہ سب شرک اور کفر کے دائرے میں آتے

تھے۔ شیخ احمد بن حجر آل بوطامی اپنی کتاب ” محمد بن عبد الوہاب “ میں شیخ کی طالب علمی کے زمانہ کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

” آپ جب مدینہ منورہ میں تھے اور وہاں لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کرتے سنتے تو غصہ سے بے قابو ہو جایا کرتے تھے (3)

اور جو خوش عقیدہ مسلمان مذکورہ امور کا ارتکاب کرتے تھے شیخ نجدی کے نزدیک ان کا خون بہانا ، ان کے اموال لوٹ لینا اور ان کے بیوی بچوں کو غلام اور لونڈیاں بنا لینا بالکل جائز اور درست تھا چنانچہ ایک جگہ اپنی کتاب ” کشف الشبہات “ میں شیخ نے خود لکھا ہے کہ :

عرفت ان اقرارهم بتوحيد الربوبية لم يدخلهم فى الاسلام و ان قصدهم الملائكة و الانبياء و الاولياء يريدون شفاعتهم و التقرب الى الله بذلك هو الذى احل دمائهم و اموالهم (4)

ترجمہ: تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ان (مسلمانوں) کا اقرار توحید ربوبیت انہیں اسلام میں داخل نہیں کرتا اور ان کا ملائکہ، انبیا اور اولیا کا قصد کرنا ان کی شفاعت اور ان کے ذریعہ تقرب الی اللہ کے ارادے سے یہی وہ چیز ہے جس نے ان کے خون اور مال کو جائز کر دیا ہے“

چنانچہ ایسا ہی ہوا شیخ نجدی نے اپنے ہم عقیدہ لوگوں کی جماعت کے ذریعہ اپنے علاقے اور مدینہ منورہ نیز مکہ مکرمہ کے ہزاروں مسلمانوں کے خلاف مسلح جنگ چھیڑ دی اور توحید کے تحفظ اور شرک کو مٹانے کے نام پر قتل و غارت گری کا وہ بازار گرم کیا جس کی روداد سن کر آج بھی کلیجہ منھ کو آتا ہے ۔

---

(3) محمد بن عبد الوھاب (مترجم) ص:۲۹، الدار السلفیہ ممبئی ۲۰۰۰ء

(4) کشف الشبھات عن خالق الارض والسماوات ص: ۲۱۔ مطبوعہ ریاض

جو شخص شیخ نجدی کے عقیدے کی تائید کرتا اسے چھوڑ دیا جاتا اور جو اپنی ایمانی غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مخالفت یا شیخ نجدی کے خود ساختہ عقائد ماننے سے انکار کرتا اسے بے دریغ قتل کر دیا جاتا چنانچہ علامہ شامی اپنی کتاب ''رد المحتار'' میں لکھتے ہیں:

'' کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون الی الحنابلة لٰکن هم اعتقدوا انّهم هم المسلمون و ان من خالف اعتقادهم مشرکون و استباحوا بذلك قتل اهل السنة و قتل علمائهم (5)

ترجمہ: جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہوا ابن عبد الوہاب نجدی کے متبعین نجد سے نکلے اور حرمین شریفین پر غلبہ حاصل کر لیا اور وہ خود کو حنبلیوں کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن ان کا اعتقاد تھا کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو ان کا مخالف ہے مشرک ہے اور اسی عقیدے کی بنیاد پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل جائز و مباح سمجھا''

اسی کے ساتھ ساتھ مدینہ منورہ اور دیگر مقدس مقامات پر جتنے مزارات اور قبہ جات بنے ہوئے تھے جنہیں ''ترکی'' کی سنی حکومت نے عشق و محبت سے لبریز ہو کر بڑے والہانہ انداز میں تعمیر کروایا تھا جس میں حضرت فاطمۃ الزہرٰی، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت زینب رضِی اللہ عنھن اور امام جعفر صادق، حضرت عباس، امام زین العابدین، حضرت عثمان غنی، حضرت امام مالک رضِی اللہ عنھم کے مزارات شامل تھے غرض صحابہ کرام، صحابیات، اہل بیت کرام اور تابعین وغیرہ کے سارے قبہ جات کو بے دردی سے ڈھا دیا گیا شیخ نجدی کا ارادہ''

---

(5) ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الجهاد، باب البغاة، ج: ٦ ص: ۴۱۳

گنبد خضریٰ'' کو بھی ڈھانے کا تھا جس کی اس نے کوشش بھی کی تھی مگر مشیت الٰہی سے وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا، کتابوں میں اس کی شقاوت قلبی کی یہ بھی روایات ملتی ہیں کہ اس نے کئی مزارات کو ڈھا کر وہاں بیت الخلا تعمیر کروا دیے تھے تاکہ بزرگان دین کی بے حرمتی اپنی انتہا کو پہنچ جائے۔

شیخ ابن عبد الوہاب نجدی جس خود ساختہ دعوت اور تعلیمات و افکار کو لے کر اٹھا تھا اسے خود اسی کے دور میں اور بعد کے زمانے میں '' تحریک وہابیت '' کے نام سے شہرت ملی شیخ علی طنطاوی جوہری مصری لکھتے ہیں:

اما محمد فھو صاحب الدعوۃ اللتی عرفت بالوھابیة (6)

ترجمہ: محمد بن عبد الوہاب نے جس تحریک کی دعوت دی تھی وہ وہابیت کے نام سے معروف ہے''

یہی وجہ ہے کہ شیخ نجدی کی تردید کرنے والے علما و محققین نے خواہ ان کا تعلق شیخ کے دور سے ہو یا پھر بعد کے زمانے سے اپنی تصانیف اور کتابوں میں ''الرد علی الوھابیة '' جیسے الفاظ بکثرت استعمال کیے جس سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ شیخ نجدی کی تحریک '' وہابیت '' کے نام سے مشہور تھی اور اسی مناسبت سے ان کے پیروکار اور فکری تائید کرنے والوں کو '' وہابی '' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

شیخ نجدی نے اپنی تعلیمات اور عقائد پھیلانے کے لیے جہاں ایک طرف تلوار اور حکومت کا سہارا لیا تو وہیں دوسری طرف قرآن و حدیث کی من گھڑت تاویلات کر کے اپنے عقائد کو ثابت کرنے کے لیے اس نے کتابیں بھی تصنیف کیں اس سلسلہ میں اس کی دو کتابیں شہرہ آفاق ہیں (۱) کتاب التوحید (۲)

---

(6) محمد بن عبد الوھاب نجدی ص: ۱۳ بحوالہ تاریخ نجد و حجاز ص: ۳۷

كشف الشبهات عن خالق الارض و السماوات .

یہ دونوں کتابیں شیخ نجدی کی ذھنیت اور اس کے عقائد نیز سنی مسلمانوں کے تئیں اس کے عزائم جاننے کے لیے مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں یہ کتابیں آج بھی نجدی حکومت کی طرف سے شائع کی جا رہی ہیں نیز نیٹ پر یہ دونوں کتابیں مختلف زبانوں میں دستیاب ہیں ۔

تحریک وہابیت اور علماے اہل سنت:

ابن عبد الوہاب نجدی نے چونکہ ایک نئے دین اور مذہب کی بنیاد رکھی تھی اور صدیوں کے مسلمہ عقائد و نظریات کے خلاف تحریک چلائی تھی لہذا یہ کیسے ممکن تھا کہ علمائے حق اس کی اس حرکت پر خاموش بیٹھے رہتے اور دین میں اس بے جا دخل اندازی کو برداشت کر لیتے چنانچہ علمائے اہل سنت نے اپنی بساط کے مطابق بھرپور انداز میں شیخ نجدی کا رد فرمایا اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کے باطل نظریات کی پر زور تردید فرمائی اور درجنوں کتابیں لکھ کر شیخ نجدی کی گمراہیت کو آشکارا فرمایا جن میں چند اہم کتابوں کے نام درج ذیل ہیں

①. ”سعادة الدارین فی الرد علی الفرقتین الوهابية الظاهرية“ علامہ شیخ ابراہیم المنصوری

②۔” جلاءالظلام فی الرد علی النجدی الذی اضل العوام “ علامہ سید علوی الحداد

③۔” اوراق البغدادیه فی الحوادث النجدیة“ علامہ سید ابراہیم الرفاعی

④.” الدرر السنية فی الرد علی الوهابية“ علامہ احمد بن زینی دحلان

❺۔ "النقول الشرعیه فی الرد علی الوھابیة" علامہ مصطفٰی بن احمد حنبلی دمشقی۔

شیخ نجدی کی گمراہیت کے خلاف سب سے پہلے خود اسی کے گھر والوں نے آواز بلند کی تھی، چنانچہ شیخ نجدی کے حقیقی بھائی سلمان بن عبد الوہاب نے اپنے بھائی کی فکری آوارگی کے خلاف ایک معرکہ آرا کتاب بنام "الصواعق الالٰھیة فی الرد علی الوھابیة" تصنیف فرمائی اور ناقابل تردید دلائل سے اپنے بھائی ابن عبد الوہاب کی گمراہیت کو طشت از بام کیا۔ یوں ہی شیخ نجدی کے والد بھی تا عمر اپنے بیٹے کے خود ساختہ مسلک سے بے زار رہے شیخ سلیمان بن عبد الوہاب فرماتے ہیں:

"و معلوم عند الخاص و العام ان هٰذه الامور ملأت بلاد المسلمين و عند أهل العلم منهم أنها ملأت بلاد المسلمين من اكثر من سبع مائة عام و ان من يفعل هٰذه الأفاعيل لم يكفروا من اهل العلم أهل هٰذه الأفاعيل و لم يجروا عليهم أحكام المرتد بل اجروا عليهم أحكام المسلمين بخلاف قولكم حيث أجر يتم الكفر و الردة على امصار المسلمين و غيرها من بلاد المسلمين و جعلتم بلادهم بلاد الحرب حتىٰ الحرمين الشريفين(7)

ترجمہ: ہر خاص و عام کو معلوم ہے کہ یہ امور (استغاثہ، نذر و نیاز، مزارات پر حاضری یا بوسہ دینا وغیرہ) بلاد مسلمین میں رائج ہیں اور اہل علم کے نزدیک تو سات سو سال سے بھی زیادہ مدت سے یہ امور بلاد مسلمین میں عموماً مروج

---

(7) الصواعق الالٰھیۃ ص:۴۶/۴۷۔ دار ذوالفقار۔ بیروت لبنان ۱۹۹۷م

ہیں اور جو ان امور کا ارتکاب کرتے ہیں اہل علم میں کسی نے ان کی تکفیر نہیں کی اور نہ ہی مرتدین کے احکامات ان پر صادر فرمائے اس کے برعکس ان پر مسلمانوں کے احکام صادر فرمائے بخلاف تمھارے کہ تم نے بلاد مسلمین پر کفر و ارتداد کا حکم دیا یہاں تک کہ حرمین شریفین پر بھی“

ایک جگہ سخت تیور میں فرماتے ہیں:

من این لکم ان المسلم الذی یشھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ اذا نادیٰ غائبا او میتا او نذر لہ او ذبح لغیر اللہ او تمسح بقبر او اخذ من ترابہ ان ھٰذا ھو الشرك الأکبر الذی من فعلہ حبط عملہ و حل مالہ و دمہ (8)

تم نے یہ عقیدہ کہاں سے نکال لیا کہ جو مسلمان اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت پر ایمان رکھتا ہے اگر وہ کسی غائب یا میت کو ندا کرے یا اس کے لیے نذر مانے یا پھر غیر اللہ (کے ثواب) کے لیے جانور ذبح کرے یا کسی قبر سے برکت حاصل کرے یا اس کی کچھ مٹی لے لے تو یہ شرک اکبر ہے ایسا شرک کہ اس کے مرتکب کے سارے اعمال ضائع اور اس کا مال اور خون حلال ہو جائے“

مگر ان ساری تنبیہات اور تردید کے باوجود شیخ نجدی اپنی چھیڑی ہوئی گمراہ کن مہم سے باز نہیں آیا اور مسلمانوں کو دو گروہ میں بانٹ کر اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

یہاں پہنچ کر ہم تھوڑی دیر کے لیے اس بات کا جائزہ لیں گے کہ آخر وہ کون سے عوامل تھے جو شیخ نجدی کے پیچھے کام کر رہے تھے کیا واقعی توحید و سنت کی دعوت اس کا مطمح نظر تھا؟ کیا وہ اپنے کام میں واقعی مخلص تھا؟؟ یا پھر کوئی اور

---

(8) بحوالہ سابق ص:۴۴

ذہن تھا جو اپنے مطابق ابن عبد الوہاب کو ہینڈل کر رہا تھا اگر تاریخی شواہد ہمارے پیش نظر نہ ہوتے تو شاید کسی طرح اس بات گنجائش ہو سکتی تھی کہ در اصل ابن عبد الوہاب نجدی توحید و سنت کی سچے دل سے اشاعت چاہتا تھا اگر چہ اس نے اپنے اختیار کردہ موقف میں سخت ٹھوکر کھائی تاہم وہ اپنے کام کے تئیں مخلص اور صاف نیت تھا مگر تاریخ کے جو مستند اور مضبوط شواہد ہمارے ہاتھ لگے ہیں وہ ان سارے امکانات کو یکسر مسترد کرکے ابن عبد الوہاب کی کچھ الگ ہی تصویر اور حقیقت پیش کر رہے ہیں جن کا ماحصل یہ ہے:

۱۔ ابن عبد الوہاب ایک جاہ طلب اور حکومت کا خواہاں انسان تھا

۲۔ حکومت کے حصول کے لیے اس نے نئے نظریات کی بنیاد ڈالی

۳۔ اس کے پیچھے برطانیہ کی مسلم مخالف ذہنیت مسلسل کام کر رہی تھی

۴۔ ابن عبد الوہاب پوری طرح برطانوی ایجینٹ تھا جسے انہوں نے عالم اسلام میں تفرقہ اور خانہ جنگی کے لیے بڑی چابک دستی سے تیار کیا تھا۔

مذکورہ ساری حقیقتوں سے برطانیہ کے ایک مشہور جاسوس نے پردہ اٹھایا ہے جسے تاریخی دنیا ’’ ہمفرے ‘‘ کے نام سے بہت اچھی طرح جانتی ہے ہمفرے برطانیہ کے ان سات جاسوسوں میں سے ایک تھا جنہوں نے سلطنت عثمانیہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے میں کلیدی کردار ادا کیا تھا۔

ہمفرے نے عالم اسلام میں گھس کر پہلے علم دین اور اسلامی فنون میں زبردست مہارت حاصل کی علما سے رابطے قائم کیے اور پھر اندر اندر بڑے شاطرانہ انداز میں ایسا جال پھینکا کہ امت مسلمہ بری طرح اس میں پھنس کر ٹکڑوں میں بٹ گئ۔ اس سلسلہ میں ہمفرے نے سب سے زیادہ ’’ ابن عبد الوہاب نجدی ‘‘ کو استعمال کیا اور اسی کے ذریعہ وہ عالم اسلام میں فرقہ بندی اور مسلکی و

نظریاتی منافرت پھیلانے میں کامیاب ہو سکا۔ بعد میں ہمفرے نے خود ہی ان سارے حقائق کا بڑی صاف گوئی کے ساتھ اعتراف کیا ہے جسے ''ہمفرے کے اعترافات'' نامی مشہور کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب مارکیٹ میں بھی دستیاب ہے اور اسی نام سے نیٹ پر موجود ہے۔ اس کتاب میں ہمفرے نے ابن عبد الوہاب نجدی اور اس کی اصلاحی تحریک و دعوت کی حقیقت کو بالکل برہنہ کر کے رکھ دیا ہے، نجدی ذہنیت کو سمجھنے کے لیے میرے خیال سے اس سے اچھا اور مستند ماخذ ملنا دشوار ہے۔ ہم اس کتاب سے چند اقتباسات اپنے موقف کے اثبات کے لیے قارئین کی نذر کر رہے ہیں تفصیلی معلومات کے لیے کتاب کا مطالعہ کریں۔

ہمفرے ابن عبد الوہاب سے اپنی پہلی ملاقات کے بارے میں لکھتا ہے:

'' ان دنوں میں ترکھان کا کام کرتا تھا میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو وہاں آتا جاتا رہتا تھا اور ترکی، فارسی، عربی زبانوں میں گفتگو کرتا تھا، وہ دینی طالب علموں کا لباس پہنتا تھا اس کا نام محمد بن عبد الوہاب تھا وہ ایک اونچا اڑنے والا ایک جاہ طلب اور نہایت غصیلا انسان تھا'' (9)

ہمفرے نے جب ابن عبد الوہاب سے قربت پیدا کی اور اس سے دوستی آگے بڑھائی تو چند دنوں میں وہ شیخ نجدی کی ذہنیت سے واقف ہو گیا لکھتا ہے:

''محمد بن عبد الوہاب سے میل جول اور ملاقتوں کے ایک سلسلے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ برطانوی حکومت کے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے یہ شخص بہت مناسب دکھائی دیتا ہے، اس کی اونچا اڑنے کی خواہش، جاہ طلبی، غرور، علما و مشائخ سے اس کی دشمنی اور اس حد تک خود سری کہ خلفائے راشدین بھی اس کی تنقید کا نشانہ بنیں اور حقیقت کے سراسر خلاف قرآن و حدیث سے استفادہ اس

---

(9) ہمفرے کے اعترافات ص:١١

کی کمزوری تھی جس سے بڑی آسانی سے فائدہ اٹھایا جا سکتا تھا،، (10)

اس اقتباس سے پتہ چلتا ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی شروع ہی سے اسلاف کی فکر کے خلاف تھا اور اسی لیے ان کے والد اس سے نالاں رہا کرتے تھے اس لیے کہ ابن عبد الوہاب قرآن و حدیث کی من گھڑت تفاسیر اور نتائج اخذ کرتا تھا۔ ہمفرے سے ملاقات اور دوستی کے بعد اس فن میں شیخ نجدی نے مزید ترقی کر لی تھی چنانچہ ہمفرے لکھتا ہے :

''میں نے عبد الوہاب کے ساتھ طے کیا کہ ہم دونوں بیٹھ کر علما ، مفسرین ، پیشوایان دین و مذہب اور صحابہ کرام سے ہٹ کر نئے افکار کی بنیاد پر قرآن مجید پر گفتگو کریں گے ،، (11)

اور اس طرح ہمفرے دھیرے دھیرے ابن عبد الوہاب نجدی کے ذہن و دماغ پر چھاتا چلا گیا اور اسے یہ باور کرایا کہ تمھیں اللہ نے بہت بڑے مقصد کے لیے پیدا کیا ہے، تم کسی طرح حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے استعداد و صلاحیت میں کم نہیں ہو۔ نیز ہمفرے کی کوشش یہ رہی کہ شیعہ اور سنی کے علاوہ ایک تیسرے فرقے کے وجود کا ذریعہ ابن عبد الوہاب کو بنایا جائے تاکہ مسلمانوں میں نئی خانہ جنگی کا آغاز ہو ایک جگہ لکھتا ہے :

''میری کوشش تھی کہ میں آزاد خیالی اور مذہبی عقائد میں جدت پسندی کی روح کو اس کے وجود میں استحکام بخشوں ،، (12)

چونکہ برطانوی حکومت کی طرف سے ہمفرے کو یہی ہدایات ملی تھیں کہ

---

(10) بحوالہ سابق ص: ۱۵

(11) بحوالہ سابق ص: ۱۵

(12) بحوالہ سابق ص: ۲۱

کسی طرح تم مسلمانوں میں تیسرے فرقے کی بنیاد ڈالنے کی راہ ہموار کرو لہذا اس مقصد کے پیش نظر ہمفرے نے ابن عبد الوہاب کی مسلسل ذہن سازی کی اور قرآن و سنت کے خلاف ایک نئے فرقے کے وجود پر ابھارا۔ اس سلسلہ میں برطانوی حکومت نے دامے، درمے، سخنے ہر اعتبار سے شیخ نجدی کی تائید کرنے کا وعدہ اور اشارہ کیا، چونکہ شیخ نجدی بھی ان امور میں پوری دل چسپی خالص حکومت اور سکوں کے لیے لے رہا تھا اس لیے برطانوی حکومت نے نجد اور آس پاس کے علاقوں کی حاکمیت کا آفر اسے پہلے ہی کر دیا تھا ہمفرے لکھتا ہے

”حکومت برطانیہ نے شیخ محمد بن عبد الوہاب کو اسلحے سے اچھی طرح لیث کرنے کے بعد ضرورت کے موقعہ پر اس کی مدد کی تائید بھی کی تھی اور شیخ کی مرضی کے مطابق جزیرۃ العرب میں واقع نجد کے قریب علاقے کو اس کی حاکمیت کا پہلا مقام قرار دیا تھا“ (13)

میرے خیال سے قارئین کے سامنے اب یہ حقیقت پوری طرح عیاں ہو چکی ہوگی کہ شیخ نجدی خالص برطانوی ایجنٹ تھا جو ان کی پالسی کے تحت عالم اسلام میں کام کر رہا تھا اور یہ کہ شیخ نجدی کی دعوت اور تحریک صرف اور صرف حکومت کی لالچ میں شروع کی گئی تھی جس میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوا۔ اب آخر میں خود ہمفرے کے ذریعہ بیان کیے گئے ان امور کو ملاحظہ کیجیے جن کو انجام دینے کی ذمہ داری شیخ نجدی کو سونپی گئی تھی اور جن کی نگرانی خود ہمفرے کے ذمہ تھی۔

۱۔ اس کے مذہب میں شمولیت اختیار نہ کرنے والے مسلمانوں کی تکفیر اور ان کے مال و عزت اور آبرو کی بربادی کو روا سمجھنا، اس ضمن میں گرفتار کئے جانے والے مخالفین کو بردہ فروشی کی مارکیٹ میں غلام و کنیز کی حیثیت سے بیچنا۔

---

(13) بحوالہ سابق ص: ۵۳

۲۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے جانشینوں اور کلی طور پر اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں کی اہانت کا سہارا لے کراور اسی طرح شرک و بت پرستی کے آداب و رسوم کو مٹانے کے بہانے مکہ مدینہ اور دیگر شہروں میں جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کی زیارت گاہوں اور مقبروں کی تاراجی۔

۳۔ جہاں تک ہو سکے اسلامی ممالک میں فتنہ و فساد و سورش اور بدامنی کا پھیلاؤ۔ (14)

اس منشور کو بار بار پڑھیے اور پھر شیخ نجدی کی تحریکی اور دعوتی کارروائیوں کا جائزہ لیجیے تو یہ امر آپ پر خود بخود واضح ہوجائے گا کہ شیخ نجدی نے برطانوی منصوبے کے عین مطابق اپنی دعوتی اور توحیدی تحریک کو آگے بڑھایا اور کفر و شرک کے نام پر مزارات اور قبہ جات کو ڈھایا، اور جس نے بھی اس کے مذہب میں شمولیت سے انکار کیا ان سب کو وحشیانہ انداز میں قتل کیا اور جو باقی بچے انہیں غلام و کنیز بنا کر بازاروں میں فروخت کیا۔ اگر چہ شیخ نجدی کے حامی ان سب حقائق سے چشم پوشی کر کے بالکل الگ ہی تصویر پیش کرتے ہیں مگر مثل مشہور ہے ''گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے'' خود ہمفرے نے شیخ نجدی کی تحریک و دعوت اور مذہب کے نام پر اس کی ساری سرگرمیوں کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے مزید دل چسپ معلومات کے لیے ''ہمفرے کے اعترافات'' کا مطالعہ مفید ہوگا خیر مذکورہ گفتگو سے جو نتائج نکلتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

ا۔ ابن عبد الوہاب نجدی جس تحریک کو لے کر اٹھا تھا وہ ''وہابیت'' سے معروف ہوئی اور عقائد میں اس کی اتباع کرنے والوں کو ''وہابی'' کہا گیا۔

۲۔ شیخ نجدی کی یہ تحریک و تعلیمات قرآن و سنت اور اسلاف کے بالکل

---

(14) بحوالہ سابق ص: ۵۴

خلاف تھیں۔

۳۔ شیخ نجدی نے توحید و شرک کے غلط مفہوم نکال کر عالم اسلام میں فتنہ برپا کیا۔

۴۔ شیخ نجدی کی ساری سرگرمیوں کی ڈور برطانوی حکومت کے ہاتھ میں تھی جسے وہ اپنے منصوبے کے مطابق حرکت دے رہے تھے۔

ذیقعدہ ۱۲۰۶ھ میں ''شیطان کا یہ سینگ'' یعنی ابن عبد الوہاب نجدی دنیا سے رخصت ہوا اور اپنے پیچھے فتنوں کا ایک نا تھمنے والا سیلاب چھوڑ گیا۔

اب آئندہ سطور میں ملاحظہ کیجیے کہ نجد کی منحوس زمین سے اٹھنے والی یہ تحریک ہندوستان تک کیسے پہنچی اور کس نے ''نجدیت'' بالفاظ دیگر '' وہابیت'' کی داغ بیل وطن عزیز میں ڈالی اور اس کو یہاں پھلنے پھولنے کا موقع کس طرح ملا ؟؟؟۔

باب دوم

وہابیت ہندوستان میں

پچھلے صفحات میں ہم نے یہ بات کہی تھی کہ شیخ نجدی نے اپنی دعوت پھیلانے کے لیے تلوار اور قلم دونوں چیزوں کا سہارا لیا اور قرآن و احادیث کا من موافق مفہوم نکال کر اس پر اپنی دعوت کی بنیاد رکھی قرآن و حدیث کا سہارا لینے کا فائدہ شیخ نجدی کو یہ ملا کہ کچھ لوگوں کو اپنی کم فہمی اور علمی بے سروسامانی کی وجہ سے اس کی تعلیمات میں حقیقی توحید کا رنگ نظر آنے لگا لہذا انہوں نے بھی اپنے اپنے حلقوں میں شیخ نجدی کی تعلیمات کو پھیلانا شروع کر دیا۔ اب اسے وطن عزیز ہندوستان کی بدقسمتی ہی کہیے کہ یہاں بھی شیخ نجدی سے متاثر ہو کر اس کے نظریات و عقائد کی حمایت کرنے والے پیدا ہو گئے اور انہوں نے نتائج سے بے پرواہ ہو کر ہندوستان میں بھی " وہابیت " کی داغ بیل ڈال دی اور یوں مذہبی و مسلکی کشمکش کا دروازہ یہاں بھی کھل گیا جس کا بند ہونا اب ناممکن سا ہے۔

سب سے پہلے جس نے اس راہ میں اپنا قدم آگے بڑھایا وہ شاہ "اسمٰعیل دہلوی" کی شخصیت ہے جنہیں ہندوستان میں وہابیت و نجدیت کی بنیاد رکھنے کا اولین شرف حاصل ہے۔ شاہ اسمٰعیل دہلوی اور ابن عبد الوہاب نجدی کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے دونوں کے درمیان فکری ارتباط کا جو تسلسل دیکھنے کو ملتا ہے وہ حیرت انگیز ہے آنے والے سطور میں قارئین اسے خود جگہ جگہ ملاحظہ کریں گے۔

شاہ اسمٰعیل دہلوی ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ میں خاندان شاہ ولی اللہ میں پیدا ہوئے جو اپنے دور میں ہندوستان کا ایک نہایت علمی اور روحانی خاندان سمجھا جاتا تھا اور ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ میں بالاکوٹ کے میدان میں ان کی موت ہوئی (15) زندگی کی اس مختصر سی مدت میں شاہ اسمٰعیل دہلوی نے مذہبی فرقہ بندی اور نظریاتی

---

(15) تذکرہ علمائے ہند ص: ۴۱۲، مطبوعہ مشہور آفسٹ پریس کراچی ۱۹۶۱ء

اختلاف کی وہ آگ بھڑکائی کہ آج تک ہندوستان اس کی لپٹوں میں بری طرح جھلس رہا ہے۔

جس طرح شیخ نجدی بچپن ہی سے فکری آوارگی کا شکار تھا اسی طرح شاہ اسماعیل دہلوی کے اندر بھی اپنے اسلاف سے ہٹ کر الگ راہ نکالنے کی فطرت تھی جیسا کہ اس سلسلہ میں ان کے ''رفع یدین'' کا واقعہ مشہور ہے (16) اور اسی فطرت نے انہیں شیخ نجدی کی طرف مائل کر دیا جس کی اتباع میں انہیں بھی ہندوستان میں صدیوں سے چلے آرہے اہل سنت و جماعت کے مراسم و عقائد میں کھلا شرک نظر آنے لگا ایک جگہ لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ ہندوستان کے رہنے والے اکثر اسلام کے مدعی جن میں '' عقل مند فضلا، مشائخ طریقت، مغرور امرا اور ان کے فاسق و فاجر پیرو بلکہ تمام شریر النفس اور بد خصلت منافقوں نے دین محمدی کو خیر آباد کہہ کے کفر و ارتداد کا راستہ اختیار کر لیا ہے (17)

شاہ اسماعیل دہلوی کی تعلیمات ابن عبد الوہاب نجدی کے افکار سے پوری طرح متاثر تھیں یہ کوئی الزام نہیں ہے بلکہ شاہ صاحب کی تحریک سے وابستہ اور ان سے پوری طرح نظریاتی ہم آہنگی رکھنے والے افراد خود بڑے فخر سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں چنانچہ مولانا مختار احمد ندوی ایک جگہ لکھتے ہیں:

''ہندوستان میں شاہ شہید (اسمٰعیل دہلوی) اور ان کے رفقا کی تحریک اصلاح و تجدید دین اگر چہ شیخ محمد ابن عبد الوہاب کی تحریک سے پہلے بہت مختلف تھی لیکن توحید و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعات کی تردید میں دونوں ایک

---

(16) دیکھیں ارواح ثلاثہ میں ''شاہ اسمٰعیل شہید کی حکایات''

(17) ترجمہ مکتوب نمبر ۳۰، مکتوبات سید احمد شہید نفیس اکاڈمی کراچی

دوسرے کے معاون تھیں یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں اہل حدیثوں کو بھی انگریزوں نے '' وہابی '' کا لقب دیا الحمد للہ یہ تحریک آج تک اپنے مشن پر گامزن ہے اور ملک کا چپہ چپہ اس کی دعوت سے مستفید ہو رہا ہے''(18)

ضمناً ہم یہ بھی عرض کر دیں کہ شاہ اسماعیل دہلوی کی تحریک اور دعوت تجدید دین سے پہلے ہندوستان میں سنیت کا غلبہ تھا اور ایک ہی مذہب و مسلک کے لوگ یہاں اخوت و محبت اور اسلامی اتحاد کے ساتھ رہ رہے تھے مگر شاہ صاحب کی تحریک اور ان کی اسلاف مخالف تعلیمات کے منظر عام پر آتے ہی دسیوں نئے فرقے یہاں وجود میں آ گئے اور دیکھتے دیکھتے پورا ہندوستان مسلکی اور فکری اختلاف کا گہوارہ بن گیا شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

''یہاں کے تمام باشندے اہل سنت و جماعت کے عقیدۂ حق پر ہیں اہل بدعت و ضلالت کی کوئی نشانی یہاں ظاہر نہیں ہوئی ہے اور وہ حنفی پسندیدہ مذہب رکھتے ہیں'' (19)

مگر شاہ صاحب کی اتحاد شکن تحریک و دعوت کی بدولت اب نہ تو ہندوستان کے تمام باشندے اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور نہ ہی یہاں اب سب کا پسندیدہ مذہب حنفی رہ گیا ہے۔

ابن عبدالوہاب نجدی نے جب اپنی تحریک کی ابتدا کی تھی تو اسے بخوبی اس بات کا علم تھا کہ اس کے نجی افکار و نظریات کی بدولت عالم اسلام میں مذہبی چپلقش اور بے چینی کا بڑھنا یقینی ہے۔ مگر چونکہ برطانوی سامراج بھرپور انداز میں اس کی پشت پناہی کر رہا تھا اس لیے اس نے بلا خطر اپنے مشن کی ابتدا کر

---

(18) حاشیہ محمد بن عبدالوہاب ص: ۱۲۷۔ از احمد بن حجر آل بوطامی، الدار السلفیہ ممبئی ۲۰۰۰ء

(19) رسالہ رد روافض بحوالہ '' برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب ص: ۲۳، از مبارک حسین مصباحی

دی۔ بالکل یہی حال شاہ اسمٰعیل دہلوی کا بھی تھا وہ بھی بہت اچھے طریقے سے اس بات کو جانتے تھے کہ ان کے ذریعہ ابن عبد الوہاب نجدی کے جو نظریات و عقائد ہندوستان لائے جا رہے ہیں اس سے بہت قوی امکان ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں خانہ جنگی اور مذہبی لڑائیوں کا ایک نا تھمنے والا سلسلہ شروع ہو جائے، اس لیے کہ اولیا او رصوفیا کی سر زمین ہندوستان کے لیے یہ عقائد بہر حال چونکا دینے والے تھے مگر امت مسلمہ کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کرتے ہوئے شاہ صاحب نے ’’تقویۃ الایمان‘‘ نام کی کتاب لکھ کر ہندوستان کی فضا میں وہابیت کا زہر گھول ہی دیا شاہ صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں :

’’میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو ’’شرک خفی‘‘ تھے ’’شرک جلی‘‘ لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا۔۔۔۔ گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں‘‘ (20)

یہ عبارت پوری وضاحت کے ساتھ اس امر کی نشاندہی کر رہی ہے کہ شاہ اسمٰعیل دہلوی کو اپنی کتاب سے پیدا ہونے والے غیر صالح نتائج کا بخوبی تجربہ اور علم تھا اور ہوتا بھی کیوں نہیں جبکہ یہ وہی افکار و نظریات تھے جن کا تجربہ شاہ صاحب کے قبلہ نما ابن عبد الوہاب نجدی بہت پہلے نجد و حجاز کی سر زمین پر کر چکے تھے نیز اس امر کی سنگینی کو بھی وہ بخوبی جانتے تھے اس لیے پہلے یہ ارادہ تھا کہ ’’آٹھ دس سال میں‘‘ دھیرے دھیرے ان مضامین کو پھیلایا جائے تاکہ حالات

---

(20) ارواح ثلاثہ ص: ۹۸، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

ایک دم خراب نہ ہوں مگر پتہ نہیں پھر کیا سوچ کر شاہ صاحب نے یک لخت توحید و شرک کے سارے نئے مفاہیم مسلمانان ہند کے سامنے پیش کر دیے اور نتائج کو مسلمانوں کی قسمت پر چھوڑ کر خود بالاکوٹ جاکر شہید ہو گئے۔

تقویۃ الایمان اور کتاب التوحید:

شاہ اسمٰعیل دہلوی کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' یوں تو حجم کے اعتبار سے بہت زیادہ موٹی نہیں ہے مگر اپنے نتیجے کے اعتبار سے دیکھا جائے تو ہندوستان کے گوشے گوشے میں اس کے نا مبارک اثرات کی دھمک محسوس کی گئی، اور اچانک ہندوستان میں مخالفت و موافقت کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا اور ایک اللہ ایک نبی اور ایک قرآن کے ماننے والے مسلمان آپس میں دست بگریباں ہو گئے۔ تقویۃ الایمان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب ابن عبد الوہاب نجدی کی کتاب '' التوحید'' کا اردو ترجمہ یا پھر اسی کا چربہ ہے مگر جب آپ خود تقویۃ الایمان اور دوسری طرف کتاب التوحید کو رکھ کر اس کا تقابلی مطالعہ کریں گے تو آپ یہ کہنے پر مجبور ہوں کے تقویۃ الایمان نہ صرف عقائد کی پیش کش میں بلکہ اہانت آمیز لہجہ اور انداز گفتگو میں کتاب التوحید سے دس قدم آگے نکلی ہوئی ہے کتاب التوحید میں آپ کو اہل سنت کے خلاف عقائد تو ملیں گے مگر شاہ اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب میں اولیا، انبیا اور محبوبان بارگاہ الٰہی کی شان میں جو نازیبا کلمات استعمال کیے ہیں اور جس طرح کا لب و لہجہ ان مقدس ہستیوں کے لیے روا رکھا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے کتاب التوحید فی نفسہ اس سے بری ہے نیز معلومات کے لیے ہم یہ بھی بتادیں کہ تقویۃ الایمان نہ صرف ''کتاب التوحید'' بلکہ ابن عبد الوہاب نجدی کی دوسری کتاب ''کشف الشبہات عن خالق الارض و السماوات'' دونوں کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہے اس لیے کہ بعض مضامین دوسری کتاب سے بھی بہت حد تک

ملتے جلتے ہیں خیر مندرجہ بالا صفحات میں ہم نے ابن عبد الوہاب نجدی کے کچھ عقائد پیش کیے تھے اب شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب '' تقویۃ الایمان '' میں جو عقائد تحریر کئے ہیں ہم ان میں سے چند اختصار کے ساتھ پیش کر رہے ہیں تاکہ یہ اندازہ لگانا آسان ہو جائے کہ واقعی ابن عبد الوہاب نجدی اور شاہ اسمٰعیل دہلوی دونوں فکری اعتبار سے ہم خیال تھے اور عالم اسلام میں جس طرح کے اسلام کو شیخ نجدی پھیلانا چاہتے تھے وہی اسلام اور مسلک شاہ صاحب بھی پھیلانا چاہتے تھے نیز اسی ضمن میں آپ اس شرک و ارتداد کو بھی ملاحظہ کریں جس میں شاہ صاحب کے مطابق '' مشائخ طریقت '' اور ''عقل مند فضلا '' تک ملوث تھے تقویۃ الایمانی عقائد درج ذیل ہیں :

۱۔ بعض لوگ جو اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے یا رسول اللہ ، یا علی ، یا عبد القادر جیلانی اوریا مخدوم کہتے ہیں اورانہیں پکارتے ہیں ایسا کرنا حرام اور شرک ہے۔

۲۔ خداوند قدوس کو چھوڑ کر غیروں سے مدد اور مرادیں مانگنا حرام ہے خواہ وہ نبی ہو یا ولی ہو اور علی ہو یا شہید۔

۳۔ پہلے مشرک بتوں سے مرادیں مانگتے تھے اور آج کے مشرک بزرگوں اور پیروں سے مانگتے ہیں ۔

۴۔ مزارات کو چومنا ان کی زیارت کو جانا ، چادر چڑھانا ، ہاتھ باندھ کر دعائیں مانگنا کھلا شرک ہے ۔

۵۔ نبی کے بس میں خود اپنا نفع و نقصان نہیں ہے ۔

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم کو ایک چیونٹی میں بھی اختیار نہیں ہے

(ملخصا)اور انبیا و اولیا اللہ کے بے بس بندے ہیں۔ (21)

تقویۃ الایمان کے مذکورہ عقائد کو سامنے رکھ کر جب آپ ''کتاب التوحید'' اور ''کشف الشبہات'' کا مطالعہ کریں گے تو آپ یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ قلم تو شاہ صاحب کا ہے مگر ذہنیت شیخ نجدی کی کام کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح شیخ نجدی کا یہ خیال تھا کہ ''صرف اقرار ربوبیت کی بنیاد پر یہ لوگ (اہل سنت) اسلام میں داخل نہی ہو گئے ہیں بلکہ انبیا و اولیا کی شفاعت اور ان کا قصد کرنا یہ وہ جرم ہے جس نے انہیں مشرک بنا دیا ہے'' اسی طرح شاہ اسمٰعیل دہلوی کا بھی خیال تھا کہ کلمہ پڑھنے کے باوجود نہ صرف ہندوستان کی عوام بلکہ یہاں کے بڑے بڑے مشائخ اور علما تک شرک جیسے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں اور یہ دونوں کس چیز کو شرک اکبر میں شمار کرتے تھے تقویۃ الایمان کے مذکورہ اقتباسات اس پر بھرپور روشنی ڈال رہے ہیں۔

ابن عبد الوہاب نجدی کے بارے میں آپ نے پڑھا کہ اس کی تحریک اور تجدید دین کی دعوت میں مسلمانوں سے زیادہ برطانوی سامراج دل چسپی لے رہا تھا اور برطانوی حکومت کے زیر سایہ شیخ نجدی کی تحریک اپنے بال و پر پھیلانے میں کامیاب بھی ہوئی حیرت ہوگی آپ کو یہ جان کر کہ بالکل یہی معاملہ شاہ اسمٰعیل دہلوی کا بھی تھا جب انہوں نے اپنی کتاب '' تقویۃ الایمان '' تحریر کی تو اس کی سب سے پہلی اشاعت کسی مسلمان کے ذریعہ نہیں ہوئی بلکہ اس کتاب کی اشاعت میں سب سے زیادہ دل چسپی انگریزوں نے دکھائی اور ۱۲۵۴ھ میں انہیں کی کمپنی '' رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ'' کی طرف سے اس کی پہلی اشاعت عمل میں آئی اور

---

(21)دیکھیں تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان دارالکتاب دیوبند

۱۹۹۷ء، ص:۷۶_۷۷_۸۲_۹۳_۴۵۱_۴۵۹_۴۷۵

مفت تقسیم کی گئی آخر انگریزوں کی ملحد حکومت کو کیا پڑی تھی کہ وہ ایک ایسی کتاب چھپوائے جس کا تعلق بظاہر اسلامی عقائد و معاملات سے تھا ؟اس سوال کا جواب جاننے کے لیے پھر '' ہمفرے کے اعترافات '' پڑھیے۔ در اصل جو مقصد شیخ نجدی کے توسط سے برطانوی حکومت کا تھا وہی مقصد شاہ صاحب کے توسط سے ہندوستان میں انگریزوں کا تھا یعنی امت مسلمہ کے درمیان فتنہ اور اختلاف کو ہوا دینا جس میں ان کو خاطر خواہ کامیابی بھی ملی۔

ابن عبد الوہاب نجدی نے جب اپنی تعلیمات اور نظریات کی تشہیر کی تو آپ نے پڑھا کہ علمائے اہل سنت کی ایک بھاری تعداد نے شیخ نجدی کی تردید میں قلمی طور پر حصہ لیا یہی حشر ہندوستان میں شاہ صاحب اور ان کی کتاب '' تقویۃ الایمان '' کے ساتھ ہوا کہ اس کتاب کے منظر عام پر آتے ہی علمائے اہل سنت نے اس کا سخت نوٹس لیا اور اس کتاب کے مطالعہ کے بعد بیک زبان شاہ صاحب کے نظریات و تعلیمات کو '' وہابیت '' اور '' نجدیت '' سے تعبیر کیا اور پھر اپنے اپنے انداز میں تقویۃ الایمان کے مندرجات کی خامہ تلاشی لی اور قرآن و حدیث کی روشنی میں سنجیدہ تعاقب کیا اور یہ ثابت کیا کہ شاہ اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں جو عقائد پیش کیے ہیں وہ سراسر قرآن و سنت کے خلاف اور سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے نظریات سے مختلف ہیں اس سلسلہ میں جو کتابیں تصنیف کی گئیں ان میں چند درج ذیل ہیں :

ا۔ ''معید الایمان'' مولانا مخصوص اللہ دہلوی

۲۔''تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ'' علامہ فضل حق خیر آبادی

۳۔'' سیف الجبار '' علامہ فضل رسول بدایونی

٤ .’’ذو الفقار حیدر یه علی اعناق الوهابیه‘‘ سید حیدر شاہ گجرات

۵۔’’ گلزار ھدایت ‘‘ مفتی صبغۃ اللہ مدراس

٦ .’’قوت الایمان ‘‘ مولانا کرامت علی جونپوری

٧ .’’ نعم الإنتباه لدفع الإشتباه‘‘ مولانا ابراہیم خطیب ممبئ

٨ .’’امتناع النظیر‘‘ علامہ فضل حق خیر آبادی

٩ .’’بوارق محدیه ‘‘ علامہ فضل رسول بدایونی

١٠ .’’تحفة المسلمین فی جناب سید المرسلین ‘‘ عبد اللہ سہارنپوری

اس کے علاوہ درجنوں کتابیں علمائے اہل سنت کی طرف سے لکھی گئیں، کسی نے بالاستیعاب تردید میں قلم اٹھایا تو کسی نے تقویۃ الایمان کے خاص خاص مضامین اور مسائل پر مستقل کتابیں تصنیف کیں اور آج تک کسی نہ کسی صورت میں یہ سلسلہ جاری ہے۔

پچھلے صفحات میں آپ نے پڑھا کہ شیخ نجدی کی تحریک کو علمائے عرب نے ’’وہابیت ‘‘ اور ان کے پیروکاروں کو ’’ وہابی‘‘ سے تعبیر کیا اور جب شاہ اسمٰعیل دہلوی نے انہیں نظریات کو ہندوستان میں پھیلایا تو ہندوستان کے اصحاب بصیرت علما و مفکرین نے ان کی تحریک کو بھی ’’ وہابیت ‘‘ اور خود ان کو اور ان کے پیروکاروں کو ’’ وہابی ‘‘ سے خطاب کیا اس لیے کہ دونوں تحریکوں میں سو فیصد یکسانیت موجود تھی۔ یہاں ایک دل چسپ بات ہم اپنے قارئین کو اور بتا دیں کہ اسماعیل دہلوی اور اس کے ہم نواؤں کو ان کے ’’ تقویۃ الایمانی ‘‘ عقائد کی بنیاد پر ’’ وہابی ‘‘ کہنے والوں میں سر فہرست جس شخصیت کا نام آتا ہے وہ ہے ’’ علامہ

فضل رسول بدایونی '' رضی اللہ عنہ کی جس کا اعتراف خود اسماعیل دہلوی کے معتقدین اور متبعین کو بھی ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی ایک جگہ لکھتے ہیں :

''نام وہابی کا ہندوستان میں کبھی نہ تھا اہل مکہ و مدینہ نے حق میں اہل نجد کے ۱۷۶۰ء میں یہ نام نکالا ''

یعنی ہندوستان کی سرزمین پر وہابی نام کا کوئی وجود نہیں تھا بلکہ حرمین شریفین کے علمائے اہل سنت نے شیخ نجدی کی تحریک و دعوت کو وہابیت سے تعبیر کیا اور ان کی فکری ذریت کو وہابی کا لقب دیا آگے لکھتے ہیں :

''ایک شخص فضل رسول نام شہر بدایوں ملک ہند کا رہنے والا تھا سب سے پہلے وہابی نام اس نے مسلمانان ہند کا رکھا پھر اس نام کو عوام میں مشہور کر دیا ''
(22)

خیر مذکورہ بالا گفتگو سے جو نتائج ابھر کر سامنے آتے ہیں وہ درج ذیل ہیں :

۱۔ شاہ اسمٰعیل دہلوی ابتدائے عمر ہی سے فکری آوارگی کے شکار تھے

۲۔ شاہ صاحب عقائد کے باب میں ابن عبد الوہاب نجدی سے متاثر تھے ۔

۳۔ تقویۃ الایمان شیخ نجدی کی تصنیف '' کتاب التوحید '' اور '' کشف الشبہات '' سے ماخوذ اور اسی کی ترجمان ہے ۔

۴۔ ہندوستان میں وہابیت شاہ صاحب کے ذریعہ داخل ہوئی ۔

اب آئندہ سطور میں قارئین یہ ملاحظہ کریں کہ آخر شاہ صاحب کے ذریعہ پیش کیے گئے یہ عقائد اور افکار ہندوستان کے چپے چپے میں کیسے پہنچ گئے اس لیے

---

(22) ترجمان وہابیہ ص:۶۵ بحوالہ نواب صدیق حسن خاں اور اور ان کی وہابیت '' از شیخ محمد الاعظمی

کہ شاہ صاحب تو تقویۃ الایمان لکھ کر '' شہید '' ہو گئے تھے ۔ مگر ان کے مشن کو کس نے گھر گھر پہنچایا اور بقول مولانا مختار ندوی کیسے '' ملک کا چپہ چپہ اس دعوت سے مستفید ہو رہا ہے '' اور علاقے کے علاقے وہابی افکار کی زد میں آتے جا رہے ہیں بلکہ اب ایک اچھی خاصی تعداد اپنے اسلاف اور آباؤ اجداد کے عقیدوں سے منحرف ہو کر وہابی مسلک کی طرف چلی گئی ہے ان حقائق کو جاننے کے لیے ورق پلٹیے !

باب سوم

وہابی مشن اور تبلیغی جماعت

وہابی تحریک خطہء عرب کے نجد نامی علاقے سے شروع ہوئی اور شاہ اسماعیل دہلوی کے ذریعہ اسے ہندوستان میں داخل ہونے کا موقعہ میسر آیا اور انہوں نے ’’ تقویۃ الایمان ‘‘ نامی کتاب لکھ کر وہابی مسلک کو ہندوستان میں پھلانے کی کوشش کی اگر بات صرف تقویۃ الایمان کی ہوتی تو ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ صرف ایک کتاب کے لکھ دینے سے یا بڑے پیمانے پر اس کی اشاعت کر دینے سے یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ ہندوستان کے خوش عقیدہ مسلمانوں کی اتنی کثیر آبادیاں جن کا تعلق ہمیشہ سے آستانوں ، درگاہوں ، مشائخ طریقت اور پیران عظام سے رہا ہو وہ اپنے متوارث عقائد سے اس قدر منحرف اور برگشتہ ہو جائیں گے کہ انہیں کفر و شرک تک سمجھنے لگیں گے اس لیے کہ تقویۃ الایمان کے رد میں علمائے اہل سنت کی درجنوں کتابیں منظر عام پر آکر ملک کے طول و عرض میں پھیل چکی تھیں جن میں اسماعیل دہلوی اور ان کے نظریات کا اتنا مستند تعاقب اور جواب دیا گیا تھا کہ اس کے بعد عوام کا اس کتاب کا قبول کرنا انتہائی مشکل امر تھا۔ مگر تقویۃ الایمان کے عقائد بالفاظ دیگر وہابی مسلک و مذہب کو برصغیر کے کونے کونے تک پہنچانے کے لیے صرف کتاب کی اشاعت سے کام نہیں لیا گیا، اس لیے کہ ہندوستان کی وہابی لابی کو بخوبی اس بات کا علم تھا کہ صرف اس کتاب کی اشاعت سے خاطر خواہ نتائج کی امید بالکل بے سود ہے۔ بلکہ اس کے لیے انہوں نے ایک انتہائی مؤثر طریقے کو اپنانے کا فیصلہ کیا اور وہ تھا گھر گھر جا کر نماز و روزہ اور دین کی بنیادی باتیں سکھانے کے نام پر لوگوں کو اپنی جماعت میں شامل کرکے دھیرے دھیرے اپنے مزاج اور نظریات کے مطابق ان کی ذہن سازی کرنا چنانچہ انہوں نے کثیر تعداد میں مولوی نما لوگوں کی ٹولیاں تیار کیں اور گاؤں گاؤں شہر شہر

انہیں روانہ کیا۔ ان جماعتوں نے گھر گھر جا کر لوگوں کو نماز، کلمہ اور نیک اعمال کی دعوت اس انداز میں پیش کی کہ کسی کو یہ شبہ بھی نہیں ہوا کہ یہ لوگ کلمہ و نماز کی آڑ میں ہمارے مورثی ایمان و عقیدے کا سودا کرنے آئے ہیں اور رفتہ رفتہ لوگ اپنے ایمانی جذبہ کے تحت اس جماعت سے جڑتے چلے گئے اور آخر کار اعمال کی اصلاح میں اپنے عقیدوں کو بگاڑ بیٹھے، یہ وہی جماعت ہے جسے آج بر صغیر ہند و پاک میں ''تبلیغی جماعت'' کے نام سے بہت اچھی طرح جانا اور پہچانا جاتا ہے۔

''تبلیغی جماعت'' کا منصوبہ اپنے نتائج کے اعتبار سے اتنا مؤثر ثابت ہوا کہ امید سے زیادہ کامیابی ان کے حصے میں آئی۔ میرے خیال سے اگر اس کام کے لیے کوئی دوسرا طریقہ اپنایا جاتا تو شاید وہ اتنا نتیجہ خیز ثابت نہ ہوتا جیسا کہ ''وہابی جماعت'' کے کچھ سرخیل علما وہابیت کو جلد سے جلد پھیلانے کے لیے دوسرے منصوبے بھی اپنے ذہنوں میں رکھتے تھے چنانچہ مولانا اشرف علی تھانوی ایک جگہ اپنی دلی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہوں سب کی تنخواہ کر دوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں گے'' (23)

پیسوں کے ذریعہ سنیوں کو وہابی بنانے کا جو منصوبہ یا خواہش مولانا اشرف علی صاحب رکھتے تھے اگر اسے عملی جامہ پہنایا جاتا تو اس تحریک کو کامیابی کے نام پر دس فی صد بھی نہ ملتا، ہاں یہ اور بات ہے کہ ''تبلیغی جماعت'' نے پیسوں والی سوچ کو یکسر مسترد بھی نہیں کیا ہے بلکہ تبلیغ کے ساتھ ساتھ یہ لوگ غریب عوام کو اپنا ہم خیال بنانے کے لیے پیسوں کے بھی دہانے کھلے رکھتے ہیں۔ اور بارہا کا تجربہ ہے کہ جو لوگ کبھی دو وقت کی روٹی کے لیے ترستے تھے تبلیغی

---

(23) افاضات یومیہ ج:۳ص:۶۷، بحوالہ دیوبند کا نیا دین ص:۵۸ رضوی کتاب گھر ۲۰۰۲ء

جماعت سے وابستہ ہونے کے بعد ان کے گھروں میں کافی خوش حالی محسوس کی گئی ہے۔

مندرجہ ذیل سطور میں اسی تبلیغی جماعت کے منصوبوں، اہداف اور حقیقی خدو خال کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ قارئین اس جماعت کی اصل حقیقت سے اچھی طرح واقف ہو جائیں نیز یہ بھی جان لیں کہ تبلیغی جماعت ’’ وہابی مشن ‘‘ کا دوسرا نام ہے۔

کسی بھی جماعت یا تحریک کے اہداف اور اس کے متعیّنہ منصوبوں کو جاننے کے لیے اس تحریک کے بانی اور مؤسس کے احوال پر نظر رکھنا ضروری ہے اس لیے کہ تحریک جس کی طرف منسوب ہوگی لا محالہ اس کے عقائد و نظریات کا سیدھا اثر اس تحریک پر پڑے گا چنانچہ وہابی مسلک کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی خود لکھتے ہیں:

’’جب کوئی تحریک کسی شخص کی طرف منسوب ہوگی تو وہ قبلہء توجہ ہوگا اور اس شخص کے عقائد و اخلاق کا اثر ممبروں پر قطعی طور پر ہوگا‘‘ (24)

اس اعتبار سے تبلیغی جماعت کی حقیقت جاننے کے لیے اس کے بانی ’’مولانا الیاس کاندھلوی ‘‘ کی حیات او ان کے نظریات پر گفتگو کرنا ضروری ہے تاکہ اس کی روشنی میں تبلیغی جماعت کی حقیقی خدو خال صاف صاف دیکھی جا سکے۔

مولانا الیاس کاندھلوی کی پیدائش ۱۳۰۳ھ میں ہوئی والد کا نام مولوی اسماعیل تھا جو مولانا رشید احمد گنگوہی سے مریدانہ عقیدت کی حد تک تعلقات رکھتے تھے گویا ’’وہابی فکر‘‘ کے حامل علما کے ساتھ مولانا الیاس کا خاندانی رشتہ تھا

---

(24) مکتوبات شیخ الاسلام ص: ۳۷۷ بحوالہ تبلیغی جماعت اور اس کا نصاب ص: ۱۳، از عبدالرحمٰن عمری، ادارہ دعوۃ الاسلام مئوناتھ بھنجن۔

۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی شوال ۱۳۱۱ھ میں مولانا الیاس کے منجھلے بھائی مولانا یحییٰ صاحب تعلیم و تعلم کے سلسلہ میں مولانا رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں گنگوہ چلے آئے اور وہیں کا قیام اختیار کر لیا اور جب مولانا الیاس کی عمر دس یا گیارہ سال کی ہوئی تو مولانا یحییٰ صاحب نے اپنے والد سے کہہ کر مولانا الیاس کو بھی گنگوہ بلوا لیا تاکہ وہ بھی مولانا رشید احمد گنگوہی کی صحبت سے براہ راست فیض یاب ہو سکیں۔ مولانا ابو الحسن علی ندوی لکھتے ہیں :

''جب گنگوہ آئے تو دس گیارہ سال کے بچے تھے جب ۱۳۲۳ھ میں مولانا (رشید احمد گنگوہی) نے وفات پائی تو بیس سال کے جوان تھے گویا دس برس کا عرصہ مولانا کی صحبت میں گزرا'' (25) دس سال تک مولانا الیاس کاندھلوی مولانا رشید احمد گنگوہی کی صحبت سے مسلسل فیض یاب ہوتے رہے اور ان سے اس قدر قلبی تعلق ہوا کہ زمانہء طالب علمی ہی میں ان سے بیعت بھی ہو گئے۔ ۱۳۲۳ھ میں مولانا رشید احمد کی موت کے بعد مولانا الیاس صاحب کو اپنی منازل سلوک طے کرنے کے لیے کسی ''مربی'' کی ضرورت بہر حال تھی جس کے لیے انہوں نے اپنے استاذ مولانا محمود الحسن دیوبندی سے درخواست کی۔ مولانا محمود الحسن دیوبندی نے انہیں مولانا خلیل احمد انبیٹھوی سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا چنانچہ مولانا الیاس نے انہیں کی نگرانی اور سرپرستی میں منازل سلوک طے کیے۔

جس عرصے میں مولانا الیاس منازل سلوک طے کر رہے تھے اس مدت میں انہیں جن دیگر شخصیات سے استفادہ، صحبت اور قلبی تعلق کا موقعہ ہاتھ آیا اس کو بیان کرتے ہوئے مولانا علی میاں ندوی لکھتے ہیں :

''اس عرصے میں دوسرے مشائخ اور مولانا گنگوہی کے دوسرے خلفا سے

---

(25) مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص: ۴۸، جے ایم سی انڈیا پبلشرز دہلی ۲۰۱۴ء

عقیدت مندی اور صحبت و استفادہ کا تعلق برابر قائم رہا، شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری۔ مولانا محمود حسن دیوبندی۔ اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے ایسا تعلق تھا کہ فرماتے تھے یہ حضرات میرے جسم و جان میں بسے ہوئے تھے اور ان حضرات کو بھی مولانا کی امتیازی خصوصیت کی وجہ سے خصوصی محبت و لحاظ تھا'' (26)

اور قلب و روح کا یہ گہرا تعلق صرف ان لوگوں کی ظاہری حیات تک محدود نہیں تھا بلکہ ان لوگوں کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی الیاس صاحب کے دل میں ان لوگوں کی ویسی ہی محبت اور لگاؤ قائم رہا جیسا حیات میں تھا جس کا اظہار وہ وقتاً فوقتاً اپنی جماعت اور معتقدین کے سامنے کرتے رہتے تھے۔ اس گفتگو سے ہم بتانا یہ چاہتے ہیں کہ مولانا الیاس کاندھلوی کی ذہنی و فکری تعمیر و تربیت میں جن اہم شخصیات کا ہاتھ رہا ہے ان میں قابل ذکر یہ ہیں (۱) مولانا رشید احمد گنگوہی (۲) مولانا خلیل احمد انبیٹھوی (۳) مولانا اشرف علی تھانوی۔

بچپن سے لے کر جوانی تک مولانا الیاس کاندھلوی وہابی مکتب فکر کی مذکورہ شخصیات کے زیر سایہ پروان چڑھتے رہے اور انہیں کی تعلیمات سے مستفید ہوتے رہے اور جب بڑے ہوکر وہ خود میدان عمل میں اترے تو انہوں نے حق شاگردی ادا کرتے ہوئے انہیں شخصیات کی تعلیمات و افکار کو پھیلانے کا بیڑا اٹھایا اور بار بار اپنی جماعت یعنی ''تبلیغی جماعت'' کو وہ ان لوگوں کے نظریات پھیلانے کی تاکید اور خواہش کا اظہار کرتے رہتے تھے، ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ یہاں اختصار کے ساتھ ان تینوں ''مربیوں'' کے عقائد و نظریات کو پیش کردیں تاکہ یہ اندازہ لگانا آسان ہو جائے کہ مولانا الیاس کاندھلوی کس ماحول میں پروان چڑھے تھے اور

---

(26) بحوالہ سابق ص: ۵۲/۵۳

اپنے مذکورہ اساتذہ کے علمی فیضان نے انہیں کس ذہنیت کا مالک بنا دیا تھا۔

عقائد مولانا رشید احمد گنگوہی (۱۲۴۴/۱۳۲۳ھ):

۱۔ نماز میں بیل، گدھے اور جانوروں کا خیال آنا نبی کے خیال آنے سے بہتر ہے۔

۲۔ محمد بن عبد الوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا۔

۳۔ تقویۃ الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر کا ہے۔

۴۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔

۵۔ محفل میلاد کا انعقاد بہرحال ناجائز ہے۔

۶۔ جب انبیا علیہم السلام کو بھی علم غیب نہیں ہوتا تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا (27)

عقائد مولانا خلیل احمد انبیٹھوی (۱۲۶۹/۱۳۴۶ھ):

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آدم ہونے کی وجہ سے اپنا بھائی کہنا درست اور نص کے موافق ہے۔

۲۔ نبی کو پیٹھ پیچھے کا علم نہیں تھا۔

۳۔ شیطان اور ملک الموت کے علم کی وسعت نص (قرآن) سے ثابت ہے مگر نبی کے علم کی وسعت پر کوئی نص قطعی نہیں۔

---

(27) دیکھیں " فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم، سوم "

۴۔ مروجہ فاتحہ بدعت مکروہ اور ہندوؤں کی رسم ہے۔

۵۔ نبی کو اپنے خاتمہ کا علم نہیں تھا (28)

عقائد مولانا اشرف علی تھانوی (۱۲۸۰/۱۳۶۲ھ):

۱۔ جیسا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر بچے پاگل، مجنوں بلکہ جانوروں تک کو تھا۔

۲۔ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی، کسی سے مرادیں مانگنا، کسی کے سامنے جھکنا، سہرا باندھنا شرک ہے۔

۴۔ یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے تو فلاں کام ہو جائے یہ سب شرک ہے (29)

یہ وہ تعلیمات اور عقائد ہیں جن پر مذکورہ تینوں لوگ آخری وقت تک مضبوطی سے قائم رہے اور باب عقائد میں ایک دوسرے کے مؤید و حامی رہے۔ جبکہ مذکورہ سارے عقائد اور نظریات قرآن و حدیث اور اسلاف کے بالکل خلاف ہیں۔ یہ ایک نیا مذہب و مسلک تھا جسے ہندوستان میں شعوری طور پر پھیلایا گیا خود مولانا زکریا (30) ایک جگہ لاشعوری میں اس بات کا اعتراف کر گئے لکھتے ہیں:

"میں اپنے دونوں بزرگوں حضرت تھانوی اور حضرت مدنی کو آفتاب و ماہتاب سمجھتا ہوں ان دونوں میں جس کا اتباع کرو مفید ہوگا ہمارے اکابر حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا اس کو مضبوطی سے تھام لو اب

---

(28) براھین قاطعہ ص:۱۲، ۸۸، ۱۲۲، ۱۲۱، کتب خانہ امدادیہ دیوبند

(29) دیکھیں "حفظ الایمان" اور "بہشتی زیور"

(30) یہ فرقہء دیوبند کے شیخ الحدیث اور مولانا خلیل احمد انبیٹھوی کے خاص شاگرد ہیں تبلیغی جماعت کا "فضائل اعمال" کے نام سے جو نصاب ہے وہ انہیں کا تیار کردہ ہے۔

قاسم و رشید پیدا ہونے سے رہے بس ان کی اتباع میں لگ جاؤ'' (31)

خیر بتانا یہ مقصود ہے کہ مولانا الیاس کاندھلوی کے مشائخ اور اساتذہ نے جو ''دین قائم کیا تھا'' اور جن تقویۃ الایمانی نظریات کی تعلیم دی تھی مولانا الیاس کاندھلوی اپنی جماعت کے ذریعہ انہیں نظریات کو پھیلانا چاہتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ خود اس بات کا اعتراف کر گئے ۔ مولانا منظور نعمانی لکھتے ہیں:

''ایک بار فرمایا حضرت مولانا تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہء تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے'' (32)

اور یہی تعلیم مولانا الیاس کاندھلوی اپنی جماعت کے لوگوں کو دیتے تھے کہ اگر مولانا اشرف علی تھانوی کی روح کو خوش کرنا ہے تو ان کی تعلیمات کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے اس سے ان کی برکتیں بھی ملیں گی اور درجات بھی بلند ہوں گے مولانا منظور نعمانی لکھتے ہیں:

''مولانا الیاس نے فرمایا کہ حضرت تھانوی سے تعلق بڑھانے حضرت کی برکات سے استفادہ کرنے اور ساتھ ہی ترقی درجات کی کوشش میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلیٰ اور مستحکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے'' (33)

ان دو اقتباسات کی روشنی میں تبلیغی جماعت کے متعلق اس کے علاوہ اور

---

(31) تیس مجالس ص: ۱۳۲ بحوالہ تبلیغی جماعت کے عقائد ص:۹۹، از۔ طالب الرحمٰن۔

(32) ملفوظات مولانا الیاس ص:۴۶، ملفوظ نمبر ۵۶، جے ایم سی پبلشرز ۲۰۱۳ء

(33) بحوالہ سابق ص: ۵۵ ملفوظ نمبر ۷۵

کیا رائے قائم کی جا سکتی ہے کہ یہ جماعت نماز و روزہ کے نام پر ملک میں وہابیت پھیلانے کے لیے وجود میں آئی تھی اس لیے کہ جن شخصیات کی تعلیمات پھیلانے کی بات الیاس صاحب بار بار کرتے ہیں وہ خالص وہابی عقائد رکھتے تھے اور تقویۃ الایمان کے مضامین کو عین اسلام و ایمان سمجھتے تھے جن سے الیاس صاحب کا تعلق تا حیات بڑی مضبوطی سے قائم رہا جس میں خاص طور سے مولانا اشرف علی تھانوی تو علی الاعلان یہ کہا کرتے تھے کہ ’’ہم وہابی ہیں‘‘ اور ’’اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کر دوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں گے‘‘ اپنے محسن و مربی کی اس دلی خواہش کی تکمیل مولانا الیاس کاندھلوی نے تبلیغی جماعت کے ذریعہ بحسن و خوبی کر دی ۔

جب تبلیغی جماعت کے لوگ ٹولیاں در ٹولیاں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پہنچے اور گاؤں گاؤں شہر شہر اپنے ڈیرے ڈال کر تبلیغ کرنا شروع کی تو ہر علاقے کے باشعور اور دیندار طبقہ نے ان کی کارکردگی دیکھ کر علمائے اہل سنت سے اس سلسلہ میں رجوع کیا اور تبلیغی جماعت کی حقیقت جاننے کے لیے مفتیان کرام کی بارگاہ میں سوالات بھیجے کہ یہ جماعت کیسی ہے ؟ اس جماعت کا تعلق اہل سنت سے ہے یا پھر کسی دوسرے فرقے سے ؟ اس سلسلہ میں جو جوابات مفتیان کرام کی طرف سے دیے گئے وہ یا تو مبہم ہوتے یا پھر بہت مختصر جس کی وجہ سے عوام میں بے چینی بر قرار تھی ، مگر جب اس طرح کے سوالات خانقاہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف میں رئیس الفقہا ، امام المتکلّمین ، شیخ طریقت رہبر شریعت ، استاذ العلما ، مصباح ملت حضرت علامہ مفتی خواجہ سید مصباح الحسن صاحب قبلہ چشتی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پہنچے تو آپ نے دین و ملت کی ضرورت کا بر وقت احساس کرتے ہوئے عوام اہل سنت کو تبلیغی جماعت کے فریب اور مکر سے بچانے

کے لیے مستند انداز میں اس جماعت کے چہرے سے نقاب اٹھانے کا ارادہ فرمایا اور ہندوستان کی ایک باوقار اور معتبر خانقاہ کے سجادہ نشیں ہونے کی حیثیت سے قوم و ملت کی رہنمائی کا فریضہ بحسن و خوبی انجام دیا جس کے نتیجہ میں تاریخ کی اہم کتاب '' الیاسیہ جماعت یا ناسور وہابیت '' وجود میں آئی جس نے تبلیغی جماعت کی مکروہ حقیقت کو عوام کے سامنے کھول کر رکھ دیا۔

ناسور وہابیت کا تاریخی پس منظر:

یہ کتاب ۱۳۷۲ھ میں تصنیف کی گئی تھی یعنی آج سے چھ دہائی قبل جیسا کہ کتاب کے تاریخی نام سے اس کا پتہ چلتا ہے اس اعتبار سے دیکھا جائے تو شاید یہ ہندوستان کی پہلی باضابطہ کتاب تھی جس نے تبلیغی جماعت اور اس کے بانی مولانا الیاس کاندھلوی کا مستند تعاقب کیا اور نماز و روزہ جیسے خوبصورت نعروں کے پیچھے چھپے وہابیت اور نجدیت کے چہرے کو بے نقاب کیا۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب کے منظر عام پر آتے ہی اسے بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی اور عوام و خواص میں ہاتھوں ہاتھ لی گئی اور ہندوستان کے کونے کونے سے بڑی شدت کے ساتھ اس کی مانگ کی جانے لگی۔ جناب ظہیر السجاد صاحب لکھتے ہیں:

''یوپی، سی پی، بہار، اڑیسہ، بنگال، پنجاب غرضیکہ تمام ہندوستان میں اس قدر مانگ ہوئی کہ ایک ہزار کاپیاں چند دن کے اندر ختم ہوگئیں سینکڑوں خطوط تشکر و امتنان کے نہ صرف عوام بلکہ علمائے کرام کی جانب سے موصول ہوئے '' (34)

ایک جگہ اور لکھتے ہیں:

''۱۳۷۳ھ میں رسالہ '' الیاسی جماعت یا ناسور وہابیت '' کو میرے بعض

---

(34) ملفوظ مصابیح القلوب ص: ۲۴۸۔

اہل خیر برادران طریقت نے طبع کرا کر بغیر کسی قیمت کے صرف ڈاک خرچ پر تقسیم کیا، یوں تو یہ رسالہ ہندوستان کے اکثر وبیشتر مقامات پر پہنچا لیکن مدراس و بنگال میں زیادہ طلب کیا گیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں ایک ہزار کاپیاں ختم ہو گئیں فرمائشات ابھی تک جاری ہیں اور اس کثرت سے ہیں کہ طبع ثانی بے حد ضروری معلوم ہوتی ہے ‘‘ (35)

مذکورہ بیان سے جہاں ایک طرف یہ پتہ چلتا ہے کہ رئیس الفقہا حضرت خواجہ سید مصباح الحسن رضی اللہ عنہ کی یہ تصنیف پورے ہندوستان میں اہل سنت و جماعت کے درمیان مقبول و معروف ہوئی ، وہیں خانقاہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف کا خدمت دین کے تئیں اخلاص و للٰہیت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ عوام اہل سنت کو تبلیغی جماعت سے آگاہ کرنے کے لیے خانقاہ عالیہ نے یہ کتاب بلا معاوضہ اور قیمت کے مفت تقسیم کی اور زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچانے کی کوشش کی گئی ۔ کتاب کی اہمیت و افادیت اور عوام اہل سنت کی طرف سے فرمائشات کے تسلسل کی وجہ سے کتاب کو دوبارہ طبع کرانے کا ارادہ ہوا جس کے لیے ’’ ملفوظ مصابیح القلوب ‘‘ کی طباعت کے لیے جو فنڈ جمع تھا اسے استعمال میں لایا گیا جناب ظہیر السجاد لکھتے ہیں :

’’ ملفوظ مبارک کے فنڈ سے اس رسالہ کو باجازت مخدوم زادہ مولانا مولوی سید محمد اکبر صاحب دامت برکاتہم طبع کرایا جا رہا ہے اور اس مرتبہ اس کی قیمت بھی اسی لیے رکھی جا رہی ہے کہ طباعت کا سلسلہ برابر جاری رہ سکے ‘‘ (36)

رہ گئی یہ بات کہ ان دو طباعتوں کے بعد آگے طباعت کا سلسلہ کب تک

---

(35) پیش لفظ کتاب ھٰذا ص:۱ ، نسخہ طبع ثانی، مملوکہ علامہ اقبال لائبریری کانپور۔

(36) بحوالہ سابق ص:۱

جاری رہا اس سلسلہ میں کوئی حتمی بات نہیں کہی جا سکتی ہے مگر کتاب کی مقبولیت سے امکان ہے کہ اس کتاب کی مزید طباعت عمل میں آئی ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے ۱۳۸۹ھ کے آس پاس اپنی کتاب ''تبلیغی جماعت'' لکھی تھی جسے ہندوستان بھر میں غیر معمولی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی علامہ صاحب اس کتاب کے آخری سطور میں فرماتے ہیں:

''اس کتاب کی آخری سطریں لکھتے ہوئے میں روحانی اطمینان محسوس کرتا ہوں کہ امت کو ایک عظیم خطرہ سے آگاہ کرنے کا فرض میں نے اپنے سر سے اتار دیا'' (37)

مگر یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ جب ''تبلیغی جماعت'' لکھ کر امت کو اس عظیم خطرہ سے آگاہ کرنے کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو رہے تھے خانقاہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف اس سے تقریبا دو دہائی (۱۳۷۲ھ) پہلے اس دینی و ملی فرض سے سبکدوش ہو کر امت مسلمہ کو اس خطرہ سے آگاہ کر چکی تھی۔ مگر نامعلوم وجوہات کے تحت اس کتاب کی طباعت کا سلسلہ بہت زیادہ دراز نہ ہو سکا اور یوں یہ قیمتی اور تاریخی کتاب نہ صرف مارکیٹ سے غائب ہوتی چلی گئی بلکہ اہل علم کی دسترس سے بھی نکل گئی اور اب اہل علم کا نیا طبقہ اس کتاب کے نام اور وجود تک سے ناواقف ہے، لہٰذا ضرورت تھی کہ اس اہم کتاب کو جدید تقاضوں کے اہتمام کے ساتھ دوبارہ منظر عام پر لایا جائے تاکہ عوام اہل سنت کے ذریعہ اس کتاب سے استفادے کا ٹوٹا ہوا تسلسل پھر قائم ہو سکے، اس لیے کہ تبلیغی جماعت آج بھی سیدھے سادھے مسلمانوں کو بہکانے اور در پردہ انہیں وہابی بنانے میں پوری تندہی کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور آج بھی بہت

---

(37) تبلیغی جماعت ص: ۲۰۷، مکتبہ جام نور دہلی۔

سے لوگ اس کی حقیقت سے نا آشنا ہیں۔ اس لیے اس کتاب کی افادیت اپنی جگہ مسلم ہے انہیں امور کے پیش نظر پیر طریقت، رہبر شریعت، خطیب ہندوستان، سیدی سندی آقائی الکریم حضرت علامہ مولانا سید مظہر میاں صاحب قبلہ چشتی دام ظلہ العالی صاحب زادہ حضرت اکبر المشائخ سید محمد اکبر میاں رضی اللہ عنہ نے اس کتاب کی جدید اشاعت کا ارادہ فرمایا اور اس کتاب کو نئے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے جو کام باقی تھا اس کو پورا کرنے کے لیے اپنے کرم کریمانہ سے راقم السطور کو حکم فرمایا، یہ میری فیروز بختی تھی کہ اپنے مشائخ کرام کی تصانیف پر کام کرنے کا موقعہ مجھے میسر آرہا تھا لہٰذا میں نے اپنی سعادت مندی سمجھتے ہوئے اس کتاب پر کام شروع کر دیا اور اب یہ اہم اور تاریخی کتاب مندرجہ ذیل امور کے ساتھ آپ کے ہاتھوں میں ہے

(۱)۔ کتاب میں جہاں حوالوں کی ضرورت تھی وہاں حوالوں کی تخریج کر دی گئی اور جن کتابوں کے حوالے پہلے سے مندرج تھے ہم نے ان حوالوں کو جدید ایڈیشن کے مطابق کر دیا تاکہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔

(۲)۔ حسب ضرورت کہیں اجمال اور کہیں تفصیل کے ساتھ حواشی کا اضافہ کیا کر دیا گیا ہے نیز کتاب میں جہاں کہیں ہم نے اپنی طرف سے توضیحی جملے بڑھائے ہیں انہیں ( ) میں کر دیا گیا ہے تاکہ اصل کتاب سے امتیاز باقی رہے۔

(۳)۔ اور جہاں خود مصنف علیہ الرحمہ نے عبارات کے درمیان وضاحتی جملے بڑھائے ہیں وہاں ”مصنف“ لکھی کر اس کی تصریح کر دی گئی ہے۔

(۴)۔ ”ناسور وہابیت“ کا جو نسخہ مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ مولانا سید مظہر میاں صاحب قبلہ چشتی دام ظلہ العالی نے عنایت فرمایا تھا اس میں مضامین کی فہرست نہیں تھی اس لیے کتاب کی جدید فہرست بنانے کا ارادہ تھا مگر حسن اتفاق

کہ محب گرامی حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احکام علی صاحب قبلہ چشتی مصباحی استاذ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کی تحریض و تحریک پر ان کی معیت میں کانپور کی قدیم لائبریری ’’ علامہ اقبال لائبریری ‘‘جانے کا ارادہ بنا مقصد یہ تھا کہ ہو سکتا ہے صدر مجلس علمائے اہل سنت حضرت حافظ بخاری علامہ سید عبد الصمد صاحب قبلہ چشتی رضی اللہ عنہ کے تعلق سے کچھ مواد دستیاب ہو جائے اس لیے کہ آپ کتابوں کے سلسلہ میں اکثر کانپور کی لائبریوں سے رجوع فرمایا کرتے تھے ، خیر لائبریری پہنچنے کے بعد وہاں تلاش و جستجو کی گئی تو نعمت غیر مترقبہ کے طور پر حضرت مولانا احکام علی صاحب قبلہ کو ناسور وہابیت کا ایک دوسرا نسخہ مل گیا(اندراج نمبر ۲۹۳، الماری نمبر ۲۰) جس میں مضامین کی فہرست موجود تھی لہٰذا ہم نے جدید فہرست نہ بناتے ہوئے اسی فہرست کو کچھ نئے عنوانات کے ساتھ شامل کر دیا ہے ۔

(۵) ۔’’ تبلیغی جماعت ‘‘ اور ’’ وہابیت ‘‘ کی حقیقت کو تاریخی پس منظر میں سمجھنے کے لیے ایک معلوماتی مقدمہ تحریر کر دیا گیا ہے ۔

(۶) ۔ کتاب کو مفید سے مفید تر بنانے کے لیے ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے لہٰذا اگر کتاب میں کوئی خوبی نظر آئے تو اسے مشائخ چشت کا فیضان سمجھیں اور اگر کہیں خامی نظر آئے تو اسے خالص ہماری کم علمی اور ناتجربہ کاری پر محمول کریں ۔

اخیر میں ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ صاحب کتاب کے حالات اور ان کی علمی اور دعوتی خدمات پر بھی مختصر روشنی ڈال دی جائے ۔

مصباحِ ملت رئیس الفقہا

خواجہ سید مصباح الحسن چشتی رضی اللہ عنہ

حیات و خدمات

محمد کی خوشبو علی کی مہک ہے
یہ گل ہے گلستان خیر النسا کا

ہندوستان کے مذہبی ،علمی اور روحانی پس منظر میں دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہاں علم و روحانیت کی سینکڑوں بے مثال اور مایہء ناز شخصیات منصہء شہود پر آئیں جنھوں نے اپنے اپنے عہد میں اسلام و سنیت کی گراں قدر خدمات انجام دیں اور ایک عالَم ان کے علمی اور روحانی فیضان سے بہرہ مند ہوا۔ ان شخصیات میں بعض وہ بھی تھیں جن کے آباؤ اجداد کی علمی دھمک اور روحانی غلغلہ ایک زمانہ پر چھایا ہوا تھا مگر ان کی فطرت نے اپنے آباؤ اجداد کی عوامی شہرت سے براہ راست فائدہ اٹھانے کے بجائے خود کو سچی جانشینی کا اہل بنایا اور علم وروحانیت میں اپنے اسلاف کے مظہر اور امین ہوئے۔ رئیس الفقہا، امام المحققین عمدۃ المحدثین ، حضرت علامہ مولانا مفتی خواجہ سید مصباح الحسن صاحب قبلہ چشتی رضِی اللہ عنہ کا شمار انہیں شخصیات میں ہوتا ہے۔ کہنے کو تو آپ صدر مجلس علمائے اہل سنت حافظ بخاری خواجہ سید عبد الصمد چشتی رضِی اللہ عنہ کے فرزند ، مودودی سید اور ایک معتبر و روحانی خانقاہ کے جانشیں تھے مگر آپ نے ان ساری نسبتوں پر تکیہ نہیں کیا بلکہ خود کو علم و تحقیق ، زہد و تقویٰ ، روحانیت و پرہیزگاری جیسے اوصاف حمیدہ سے لیث فرما کر اپنے اسلاف اور خانقاہ کے علمی ، دعوتی اور روحانی فیضان کو اس انداز میں آگے بڑھایا کہ سچی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ مندرجہ ذیل سطور میں آپ ہی کی مبارک حیات اور دینی ، ملی اور مسلکی خدمات کے چند گوشے نذر قارئین ہیں۔

ولادت :

قبلہ ء عالم ، حافظ بخاری ، صدر مجلس علمائے اہل سنت حضرت سید شاہ عبد الصمد چشتی مودودی رضِی اللہ عنہ ۱۲۹۳ھ میں سہسوان سے پھپھوند شریف تشریف لائے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کرلی ، ۱۳۰۴ھ میں جب کہ آپ کا قیام آپ کے مرید و تلمیذ خاص میر یعقوب علی کے مکان پر تھا ۷ جمادی الاولیٰ بروز سہ شنبہ صبح صادق کے وقت مصباح ملت ، محبوب رب ذو المنن بندہ نواز سید شاہ مصباح الحسن رضِی اللہ عنہ کی ولادت با سعادت ہوئی۔ حضرت حافظ بخاری رضِی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی آیت کریمہ '' فَوھبَ اللہ لہ غلاماً زکیاً '' سے مادہ ء تاریخی استخراج فرمایا ، نام مصباح الحسن رکھا اور تاریخ کے اعتبار سے کئی نام تجویز فرمائے جو مندرجہ ذیل ہیں (۱) بو قاسم محمد مصباح الحسن (۲) منظور حق (۳) افتخار حبیب (۴) غلام محمد اسلمی (۵) مظہر الحسنین [38]

تعلیم و تربیت :

آپ نے جس گھر میں آنکھ کھولی وہاں علم و تحقیق اور زہد و عمل کا ماحول پوری آب و تاب کے ساتھ موجود تھا اسی ماحول میں ہندوستان کی انتہائی قد آور اور علمی شخصیت حضرت حافظ بخاری رضِی اللہ عنہ کے زیر سایہ ء عاطفت آپ کے تعلیمی اور تربیتی سفر کا آغاز ہوا ، اجمالی طور پر جس کی شروعات عمر کے پانچویں سال سے ہوئی اور ۲۴ سال کی عمر میں آپ نے تمام علوم عقلیہ و نقلیہ سے فراغت حاصل کرلی ۔ آپ کے اساتذہ میں بر صغیر کے چوٹی کے علما، محدثین ، مفسرین اور متکلّمین شامل ہیں جن سے آپ نے بھرپور علمی استفادہ فرمایا ان میں چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں :

۱۔ والد محترم حضرت قبلہ ء عالم حافظ بخاری رضِی اللہ عنہ

---

(38) ملفوظ مصابیح القلوب ص: ۲۲۰/۲۲۱ء

۲۔ حضرت مولانا ابراہیم صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ حضرت مولانا سید اخلاص حسین رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ حضرت مولانا حکیم مومن سجاد رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ حضرت مولانا ہدایۃ اللہ رامپوری رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ حضرت مولانا محمد حسین عاشق اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ حضرت مولانا امیر حسن سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ

ہندوستان کے مذکورہ نامور اور ذی استعداد اساتذہ کی نگرانی میں آپ کی علمی شخصیت پروان چڑھی ان اساتذہ میں آپ نے کس سے کتنا استفادہ کیا اس کی تفصیل کرتے ہوئے جناب ظہیر السجاد صاحب لکھتے ہیں :

''سب سے پہلے استاد جن سے قاعدہ بغدادی شروع فرمایا مولوی حسین صاحب عاشق اکبرآبادی ہیں ، قرآن شریف مولانا حافظ اخلاق حسین صاحب خلف مولوی الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی رحمھما اللہ سے ختم کیا ، اس کے بعد مولوی امیر حسن صاحب سہسوانی سے فارسی اور ہدایۃ النحو تک پڑھا ، اس کے بعد کافیہ ، شرح جامی ، شرح وقایہ ، شرح تہذیب تک مولانا ابراہیم بدایونی سے پڑھا ، درمیان میں کچھ کتابیں مولانا سید اخلاص حسین اور حکیم مومن سجاد سے پڑھیں آخر میں ملاحسن ، نور الانوار ، شرح وقایہ والد محترم قبلہء عالم رضی اللہ عنہ سے پڑھیں اس کے بعد ۱۳۲۳ھ میں مولانا ہدایۃ اللہ رامپوری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جونپور پہنچے وہاں تین سال تک رہ کر کتب معقول و فلسفہ اور اصول فقہ کی مکمل تعلیم لی اسی دوران مولانا سلیمان اشرف بہاری سے بعض پچھلی کتابوں کی تکرار کی یہاں سے فارغ ہونے کے بعد سند المحدثین حضرت مولان وصی احمد

محدث سورتی کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حدیث و تفسیر میں درک حاصل کیا ۱۳۲۶ھ میں تمام علوم سے آپ نے فراغت حاصل کرلی ۔ (39)

اور اس طرح آپ اپنے وقت کے نمایاں اور عظیم علما ، فقہا ، محدثین اور متکلّمین میں شمار کیے جانے لگے نیز علوم کے ساتھ ساتھ آپ کے اندر زہد و تقویٰ ، طہارت اور پرہیزگاری جیسے اوصاف بھی پورے کمال کے ساتھ موجود تھے جس نے آپ کو علم و عمل کا حسین سنگم بنا دیا تھا ۔

محبوب رب ذو المنن سید شاہ مصباح الحسن رضی اللہ عنہ جب حضرت علامہ ہدایۃ اللہ رامپوری کی خدمت میں بغرض تعلیم جونپور روانہ ہوئے تو اس کے ٹھیک پانچ مہینہ کے بعد حضرت قبلہء عالم حافظ بخاری رضی اللہ عنہ کا وصال پر ملال ہو گیا اور اس ناگہانی سانحہ سے آپ کی زندگی میں کشمکش کی صورت حال پیدا ہو گئی ، ایک طرف ابھی آپ عمر کے انیسویں سال میں تھے اور علوم دینیہ کی تکمیل ابھی باقی تھی اور دوسری طرف حضرت قبلہء عالم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سجادگی کا مسئلہ بھی در پیش تھا اور مسند سجادگی پر رونق افروز ہونے کے بعد یہ دشوار تھا کہ آپ کی تعلیم کا سلسلہ بدستور برقرار رہ پاتا ۔ لہٰذا پیرانی صاحبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت قبلہء عالم کے غلامان خاص حضرت مولانا حکیم مومن سجاد اور نور خاں صاحب افغانی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم کا رجحان اس طرف تھا کہ مسند سجادگی حاجی الحرمین شریفین حضرت مولانا سید اخلاص حسین صاحب رضی اللہ عنہ (40) کو تفویض کر دی جائے ، جب چچا میاں کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے سختی سے انکار فرمایا

---

(39) ملفوظ مصابیح القلوب ص: ۲۲۶/۲۲۵ (ملخصا)

(40) جو حضرت قبلہء عالم رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی ، داماد اور خلیفہ خاص تھے اور "چچا میاں" کے نام سے معروف و مشہور تھے ۔

اور ارشاد فرمایا:

''مجھے تعجب ہے آپ حضرات حضرت قبلہء عالم کے الفاظ پر یقین نہیں رکھتے اور صاحب زادے صاحب کی اہلیت کو محتاج تعلیم سمجھتے ہیں حالانکہ وصال سے ایک ہفتہ قبل آپ سب کو علم ہے کہ اپنی مہر حضرت پیرانی صاحبہ کو عطا فرمادی تھی کہ مصباح الحسن کو دے دینا اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ '' تمھارا لڑکا بہت اچھا ہوگیا ہے '' (41)

اس کے بعد خود چچا میاں نے دستار سجادگی اپنے ہاتھوں سے باندھ دی اور انیس سال کی عمر میں آپ خانقاہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ کے دوسرے سجادہ نشیں بن گئے ۔

مگر رسم سجادگی کے بعد آپ پھر طلب علم کے لیے جونپور روانہ ہوگئے اور چھ سال تک مزید تعلیم حاصل کرتے رہے اس درمیان چچا میاں آستانہ عالیہ کی خدمات سنبھالے رہے ۔ اور جب تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت خواجہ مصباح الحسن رضی اللہ عنہ نے قوم کی رشد وہدایت ، نصیحت و موعظت ، دعوت و ارشاد اور ان کی مذہبی و ملی رہنمائی اور قیادت کی باگ ڈور سنبھالی تو اس خوبی سے اپنی ذمہ داریوں کو انجام دیا کہ عہد قبلہء عالم کی یاد تازہ کر دی ۔ آپ کردار و عمل ، علم و تحقیق اور زہد و ورع میں اپنے اسلاف کے نمونہ اور سچے جانشیں ثابت ہوئے اور خانقاہ کے روحانی فیضان کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ عام کیا ۔

علمی مقام:

آپ اپنے وقت کے جید عالم تھے آپ کی علمی قابلیت کی شہرت ہندوستان کے کونے کونے میں پہنچ چکی تھی اور نہ صرف عوام اہل سنت بلکہ ہندوستان کے

---

(41) بحوالہ سابق ص: ۲۲۷

بڑے بڑے علما آپ کی علمی صلاحیت اور فنی استعداد کے معترف تھے یہی وجہ ہے کہ ملک کے نامور اور قد آور علما اپنی تصانیف اور تالیفات کو سند اعتبار فراہم کرنے کے لیے مصباح ملت خواجہ بندہ نواز رضِی اللہ عنہ کی تقریظات کو اپنی کتاب کی زینت بنایا کرتے تھے اور پیچیدہ مسائل میں آپ کی طرف رجوع بھی کیا کرتے تھے چنانچہ :

(۱)۔ ملک العلما حضرت مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ نے جب ثبوت چاند کے سلسلہ میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا جس میں آپ نے رویت ہلال کی بابت اخبار، ٹیلیویژن اور تار وغیرہ کی خبروں کے معتبر ہونے یا نہ ہونے کے متعلق فقہا کا موقف لکھا تو خود ملک العلما نے کتاب کی اشاعت سے پہلے مصباح ملت خواجہ بندہ نواز رضِی اللہ عنہ کی خدمت میں رویت ہلال کے متعلق استفتا فرمایا چنانچہ آپ نے فقہی جزئیات کی روشنی میں اس کا مدلل جواب تحریر فرمایا جسے شامل کرکے ملک العلما مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ’’ عید کا چاند ‘‘ کی اشاعت فرمائی (42)

(۲)۔ آپ کے دور میں ’’ خلافت معاویہ و یزید ‘‘ نام کی ایک گمراہ کن کتاب شائع کی گئی، جس میں امام حسین کو باغی اور یزید پلید کو امام برحق ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی تھی، اس کے خلاف خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمۃ نے سخت نوٹس لیا اور اپنے رسالہ ’’ پاسبان ‘‘ کے تحت ’’ حسین نمبر ‘‘ نکالنے کا ارادہ فرمایا تاکہ مذکورہ کتاب کا بھرپور جواب دیا جائے ’’ حسین نمبر ‘‘ میں حضرت خواجہ مصباح الحسن رضِی اللہ عنہ سے تقریظ لکھوانے کے لیے حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب علیہ الرحمۃ نے خود ایک خط آپ کی خدمت

---

(42) فتاویٰ بندہ نواز قلمی نسخہ مملوکہ آستانہ عالیہ صمدیہ پھپھوند شریف

میں روانہ کیا لکھتے ہیں :

''اس زہریلی کتاب کے بارے میں حضرت اپنی رائے سے فوراً مطلع فرمائیں تاکہ پاسبان کے '' حسین نمبر '' میں اس کی اشاعت ہو سکے امید ہے کہ حضرت کا مزاج بخیر ہو گا (43)

(۳)۔ عالم توراۃ و انجیل حضرت علامہ مولانا محمد قائم چشتی المعروف '' قتیل '' داناپوری علیہ الرحمۃ جب حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے تو وہاں سے واپسی کے بعد آپ نے ایک کتاب بنا'' مسئلہء مرغوب ''تصنیف فرمائی جس میں آپ نے نجدی امام کے پیچھے نماز ادا نہ کرنے کے متعلق لکھا ہے اور نجدیوں کی گمراہی اور بد اعتقادی کو مشاہداتی حقائق کی روشنی میں تحریر فرمایا اس کتاب میں حضرت قتیل چشتی علیہ الرحمۃ نے ملک کے با وقار اور معتبر علمائے اہل سنت سے تقاریظ لکھوائیں تاکہ کتاب کا علمی قد بلند ہو جائے چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر قتیل چشتی علیہ الرحمۃ نے خواجہ بندہ نواز سید شاہ مصباح الحسن رضی اللہ عنہ سے تقریظ لکھنے کی درخواست کی جسے آپ نے پانچ صفحے میں تحریر فرمایا۔ علامہ موصوف نے اس تقریظ کو اپنی کتاب کی زینت بنایا اور مذکورہ الفاظ کی سرخی کے ساتھ اسے اہتمام سے شائع کیا :

''پیر طریقت ، آگاہ رموز معرفت ، صاحب علم و فن حضرت مولانا الحاج سید مصباح الحسن صاحب مد فیضہ سجادہ نشیں آستانہ عالیہ صمدیہ پھپھوند ضلع اٹاوہ '' (44)

وقت کے اتنے عظیم علما کا آپ سے تقاریظ لکھوانا یا مسائل میں آپ کی تحقیق پر بھروسہ کرنا اور اپنی کتابوں میں باہتمام خاص شائع کرنا یقیناً آپ کے اس علمی کمال و رسوخ اور فنی قابلیت و استعداد کا پتہ دیتا ہے جس نے آپ کو معاصرین

---

(43)بحوالہ سابق ص: ۲۴۶

(44)مسئلہء مرغوب ص: ۹۹ ،ناشر مدرسہ گلشن رضا ناندیڑ ۲۰۱۰ ء

کے مابین علمی سطح پر ممتاز کر دیا تھا۔

فقہی بصیرت:

یوں تو آپ کو تمام علوم متداولہ منطق، فلسفہ، فقہ، اصول فقہ، تفسیر، بلاغت، علم اللغۃ، نحو، حدیث، جرح و تعدیل، علوم قرآن وغیرہ پر یکساں عبور حاصل تھا مگر عملی طور پر آپ نے فقہ و افتا کو اپنا میدان بنایا اور زندگی کا اکثر حصہ فتاویٰ نویسی میں گزارا۔ فقہی جزئیات پر آپ کی گیرائی و گہرائی کمال کی تھی جس کا شہرہ علمائے اہل سنت کے درمیان بخوبی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ فقہیات کے باب میں حضرت مولانا رجب علی بہرائچی، ملک العلما مولانا ظفرالدین بہاری، علامہ مشتاق احمد نظامی، اورابو الفرح محمد علی قادری متھرا جیسی علم و تحقیق کی بے مثال شخصیات بھی آپ سے استفتا کرتی ہوئی نظر آتی ہیں جس کی وجہ اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ علماے اہل سنت کو آپ کی فقہی بصیرت و مہارت پر کامل اعتباراور اعتراف تھا۔ اور نہ صرف یہ کہ جماعتی سطح پر آپ کی فقہی مہارت کا اعتراف کیا جاتا تھا بلکہ دنیائے اہل سنت کے علاوہ دیوبند تک آپ کی علمی اور فقہی استعداد و قابلیت کی دھمک تھی چنانچہ ایک مرتبہ نابالغہ سیدہ کا عقد غیر کفو اور غیر قوم میں کرنے کے متعلق آپ سے سوال ہوا تو آپ نے فقہی دلائل اور مسلک حنفی کے جزئیات کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمایا اتفاق سے وہی سوال مدرسہ دیوبند بھی بھیجا گیا تھا جہاں سے مفتی ”عزیز الرحمٰن دیوبندی“ نے جو جواب تحریر کیا وہ فقہ حنفی کے سراسر خلاف تھا جب رئیس الفقہا خواجہ بندہ نواز رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فوراً مولانا ”انور شاہ کشمیری“ کو دیوبند ایک خط لکھا اور حنفی فقہ کے جزئیات و اصول کے حوالے پیش کرتے ہوئے ایسی ایرادات پیش فرمائیں کہ مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی کو اپنی غلطی تسلیم کرنے کے سوا اور کوئی راستہ

نظر نہ آیا اور انہوں نے اپنے خط (مرسلہ ۲۶صفر ۱۳۴۲ھ) میں صاف صاف اقرار کیا کہ :

”فی الحقیقت جواب اس سوال کا وہی ہے جو آپ نے لکھا ہے“ (45)

اگر آپ کے سارے فتاویٰ یکجا کر دیے جاتے تو تقریبًا دس جلدوں سے زائد پر مشتمل ہوتے مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ آستانہ عالیہ کے مخدوموں کے ذریعہ پتہ چلا کہ آپ کے ۲۰ سال کے فتاویٰ بے اعتنائی کا شکار ہو کر ضائع ہو گئے جن کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ نقل صرف اخیر عمر کے فتاویٰ محفوظ رہ سکے ہیں ، ان فتاویٰ میں آپ نے جو تحقیق پیش فرمائی ہے اسے دیکھ کر بڑا قلق ہوتا ہے کہ کاش دیگر فتاویٰ بھی محفوظ ہوتے تو ملت اسلامیہ کا عظیم سرمایہ ہمارے ہاتھوں میں ہوتا اور عوام و خواص ان سے بھرپور استفادہ کرتے ۔ آپ کے فتاویٰ پر ملک کے برے بڑے علما و فقہا کی تصدیقات بھی موجود ہیں جن میں چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں :

۱۔ حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ
۲۔ حضرت علامہ اسماعیل محمود آبادی علیہ الرحمہ
۳۔ حضرت علامہ محمد حمزہ ابو الجود امام مسجد نبوی مدینہ شریف
۴۔ حضرت علامہ محمد ابراہیم قادری بدایونی علیہ الرحمہ
۵۔ حضرت علامہ عبد الماجد القادری علیہ الرحمہ
۶۔ حضرت علامہ محب احمد عبد الرسول علیہ الرحمہ
۷۔ حضرت علامہ مفتی حبیب علی علوی علیہ الرحمہ
۸۔ حضرت علامہ سید محمد سہسوانی علیہ الرحمہ
۹۔ حضرت علامہ احمد القادری مفتی ریاست پہاسو علیہ الرحمہ

---

(45)فتاویٰ بندہ نواز ص: ۵۹/۵۸(قلمی نسخہ)

۱۰۔ حضرت علامہ مفتی وصی علی علوی علیہ الرحمہ

جہاں ایک طرف ان تصدیقات سے علما کے درمیان آپ کے فتاویٰ پر وثوق و اعتبار کا پتہ چلتا ہے وہیں دوسری طرف معاصر علما کے ساتھ آپ کے علمی روابط پر بھی بھرپور روشنی پڑتی ہے گویا ہندوستان کے تمام علمائے اہل سنت کے ساتھ آپ کے گہرے علمی تعلقات ہمیشہ استوار رہے۔

دینی و مسلکی تصلب :

مذہب و مسلک اور عقائد اہل سنت کے معاملے میں آپ سخت متصلب تھے اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی نرمی کے قائل نہ تھے۔ نجدیت و وہابیت سے سخت بیزار اور متنفر تھے اور ان کی گستاخیوں کی وجہ سے ان کے ساتھ کسی قسم کی رواداری کے حق میں نہ تھے، خاص کر جب آپ ۱۳۲۸ھ میں زیارت حرمین شریفین تشریف لے گئے اور اپنی آنکھوں سے نجدیوں کی خانہ کعبہ اور مزارات صحابہ کرام کے ساتھ بے حرمتی ملاحظہ فرمائی تو وہابی مسلک و مذہب کے خلاف آپ کا رویہ اور سخت ہو گیا چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں :

”میں نے دیکھا کہ حجر اسود پر دائیں بائیں جو دو سپاہی کھڑے رہتے ہیں میں جب بھی تقبیل کے لیے گیا تو ان کا ایک پیر نیچے اور ایک پیر اس چاندی کے حلقہ کے اوپر رکھے ہوئے دیکھا جو حجر اسود کو محیط ہے“

حرم شریف کے اندر یہ بے ہودگی اور اس کے علاوہ دیگر گستاخیاں ملاحظہ فرمائیں تو آپ خود کو ضبط نہ کر سکے اور فرط غم میں رو پڑے چنانچہ فرماتے ہیں :

” میں اس حالت کو دیکھنے کے بعد طواف کرنا بھول گیا اور ٹھہر نہ سکا روتا ہوا واپس آیا اللہ تعالیٰ اس مذہب اور مذہب والوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے

" (46)

حرمین شریفین میں نجدی ذہنیت رکھنے والوں کی طرف سے جو بے حرمتی اور شعائر اسلام کی نا قدریاں آپ نے ملاحظہ فرمائیں اس نے آپ کی مسلکی حمیت اور غیرت میں مزید اضافہ کر دیا اور آپ جب تک وہاں رہے کبھی کسی نجدی امام کے پیچھے کوئی نماز ادا نہیں کی اور نہ ہی اپنے متعلقین کو پڑھنے دی اور نجدی ذہنیت رکھنے والوں سے خود ہمیشہ دور رہے اور اپنے احباب و مریدین کو بھی سختی سے تنبیہ فرماتے رہے کہ کسی قسم کا کوئی تعلق نجدیت ، وہابیت یا تبلیغی جماعت سے نہ رکھا جائے اور جو رکھے اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے چنانچہ فرماتے ہیں :

"میرے احباب سلسلہ اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ دو تعلق نہیں ہو سکتے اگر خدانخواستہ انہیں ایسی جماعتوں سے دل چسپی ہے تو مجھ سے تعلق قطع کریں اور میرے ہم خیال ہو کر رہنا چاہتے ہیں تو ان جماعتوں سے علاحدہ رہیں " (47)

آپ ساری زندگی اسی مسلک و مذہب پر تصلب کے ساتھ قائم رہے اور حتی الامکان اسی نظریہ و فکر کی اشاعت فرمائی اور الحمد للہ آج بھی آستانہء عالیہ صمدیہ اسی تصلب کے ساتھ اپنے مشائخ اور آباؤ اجداد کے مسلک پر پوری سختی کے ساتھ قائم ہے ۔

دینی ملی اور علمی خدمات :

چونکہ مصباح ملت خواجہ سید مصباح الحسن چشتی رضی اللہ عنہ صرف ایک با صلاحیت عالم اور دار الافتا کے مفتی نہیں تھے بلکہ آپ بر صغیر کی ایک علمی اور روحانی خانقاہ کے سجادہ نشیں اور مذہبی قائد و رہنما بھی تھے ، اس حیثیت سے آپ

---

(46) مسئلہء مرغوب ص: ۱۰۲/۱۰۳، از قتیل چشتی داناپوری علیہ الرحمۃ

(47) ناسور وہابیت ص: ۴۷

کی مذہبی ذمہ داریاں کسی بھی دوسرے فرد سے زائد تھیں جسے آپ نے پوری لگن اور خلوص کے ساتھ نبھایا۔ آپ کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا آپ ایک سچے قائد کی طرح ہمیشہ حالات پر نظر رکھتے تھے اور جیسی ضرورت ہوتی عوام کی رہنمائی فرماتے پہلی بات تو یہ کہ آپ کی زندگی کا اکثر و بیشتر حصہ عوام اہل سنت کے پیچیدہ مسائل کو اپنے فتاویٰ کے ذریعہ حل کرنے میں گزرا۔ اسی کے ساتھ ساتھ جب کبھی علاقے میں کسی فتنہ کی دھمک سنائی دی یا پھر عوام کو کسی قسم کے مذہبی اور اعتقادی اضطراب و کشمکش میں مبتلا پایا تو فوراً آپ نے اپنے قلم کے ذریعہ ان حالات کا پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کیا اور فتنہ کے پنپنے سے پہلے ہی اس کی سر کوبی فرمائی چنانچہ:

کاکوری کے کسی صاحب نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے متعلق ایک کتاب تصنیف کی اور تقریظ کے لیے آپ کی بارگاہ میں بھیجی، آپ نے جب اسے ملاحظہ فرمایا تو اس کتاب میں حضرت امیر معاویہ رضِی اللہ عنہ کے سلسلہ میں بڑی نا زیبا باتیں تحریر کی گئی تھیں، آپ نے تقریظ لکھنے سے پہلے صاحب کتاب کے نام ایک خط تحریر فرمایا اور اس میں لکھا کہ امیر معاویہ رضِی اللہ عنہ کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا وہ اہل سنت کے متفقہ مذہب و مسلک کے خلاف ہے جب تک اس کی اصلاح نہیں ہو جاتی ہے کتاب پر تقریظ نہیں لکھی جا سکتی ہے۔ اس پر بجائے سنجیدگی سے غور و فکر کرنے اور پھر حق قبول کرنے کے وہ صاحب چراغ پا ہو گئے اور اپنے موقف پر مزید جرات و بے باکی کا مظاہرہ کرنے لگے، تب مصباح ملت رضِی اللہ عنہ نے ضروری سمجھا کہ اس گمراہ کن کتاب کا بھرپور جواب دیا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کتاب کی اشاعت سے عوام کے ذہنوں میں حضرت امیر معاویہ رضِی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے متعلق کچھ بدگمانی کے جراثیم پیدا ہو

جائیں ، اور پھر جواباً آپ نے معرکہ ء آرا کتاب ''بوارق العذاب لأعداء الأصحاب '' تحریر فرمائی جس میں آپ نے اپنے مخالف اور اس کے نظریہ کی بخیہ ادھیڑ کر رکھ دی اور یوں ایک بڑا فتنہ اٹھنے سے پہلے ہی دب گیا۔

اسی طرح جب تبلیغی جماعت کے فتنے نے دبے پاؤں اہل سنت و جماعت کی بستیوں میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور سادہ لوح عوام کو نماز اور کلمہ کے نام پر درپردہ گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی تو آپ نے بر وقت '' ناسور وہابیت '' لکھ کر اس جماعت کے خوش نما باتوں کے پیچھے چھپی ان کی مکروہ صورت کو عوام کے سامنے مدلل انداز میں اجاگر کیا اور لوگوں کے ایمان و عقیدے کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا۔

فی الحال آپ کی علمی خدمات میں فتاویٰ کے علاوہ انہیں دو کتابوں کا تذکرہ ملتا ہے مگر بہت ممکن ہے کہ اس کے علاوہ آپ کی اور بھی تصانیف ہوں جو بے توجہی کا شکار ہو کر ضائع ہو گئی ہوں اس لیے کہ بیس سال کے فتاویٰ کے بالمقابل چند تصانیف کا ضائع ہو جانا بھی خارج از امکان نہیں ہے۔

شعر و سخن :

آپ شعر و سخن کا بھی بہت اعلیٰ ذوق اور دل چسپی رکھتے تھے اور اسی ذوق کو آپ نے عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان دین بالخصوص مشائخ چشت سے اپنی عقیدت اور والہانہ لگاؤ کے اظہار کا ذریعہ بنا لیا تھا جب کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم کی یادیں آپ کے قلب پر دستک دیتیں اور محبوب کی محبت انگڑائی لیتی تو آپ ان نفیس احساسات کو الفاظ کے قالب میں ڈھال کر تسکین کا سامان بہم فراہم کر لیتے آپ کے اشعار میں عشق و محبت اور قلبی کھچاؤ کی عجیب کیفیت محسوس ہوتی ہے آپ کے قلم سے نکلے ہوئے چند اشعار ملاحظہ کریں :

محمد مصطفیٰ صلی علیٰ وہ مہر وحدت ہے
کہ جس کے پرتو رخ سے منور جملہ کثرت ہے
ہجوم عاشقاں ہے بے حجاب آج ان کی صورت ہے
بپا محشر میں محشر ہے قیامت میں قیامت ہے
علو مرتبت کھل جائے ان کا دونوں عالم پر
یہی منشائے بعثت تھا یہی مقصود محشر ہے

کہیں کہیں تو جذبہ عشق کی فراوانی اور محبوب کے شوق دیدار میں آپ کی تڑپ دیکھنے کے قابل ہے فرماتے ہیں :

فرض ہے ناصیہء شوق پہ سجدہ تیرا
کاش مل جائے کہیں نقش کف پا تیرا
تو چھپے لاکھ مگر جذبِ تصور کی قسم
کھینچ لوں گا نگہء شوق میں نقشہ تیرا

اور کیوں نہ ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان سے قلبی تعلق کو آپ عین ایمان قرار دیتے تھے اور یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب و مسلک بھی ہے جس کی ترجمانی بڑے حسین اور اچھوتے انداز میں اپنے اشعار کے واسطہ سے آپ نے کی ہے فرماتے ہیں :

علامت دین و ایمان کی نتیجہ علم و عرفاں کا
بس ایک تیری غلامی ہے فقط تیری محبت ہے
ترے مصباحؔ کا بس مشرب و دین و ایماں
عشق تیرا ہے ولا تیری ہے الفت تیری

''لفظ لفظ موتی'' کی کہاوت تو آپ نے سنی ہوگی اگر اس کا خود تجربہ کرنا

ہو تو مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ فرمائیں جس کا ہر ہر لفظ اپنے اندر عجب ندرت، چاشنی اور معانی کا سمندر سمیٹے ہوئے ہے فرماتے ہیں :

ہر اک شیء کا وہ مبدا ہے یہ منصوص شریعت ہے
وہی ہے منتہا سب کا یہ مضمون طریقت ہے
مگر مصباحؔ کہتا ہے بشر ہیں اس جگہ حیراں
محمد کو خدا جانے یہ عرفانِ حقیقت ہے

اگر خواجہ بندہ نواز سید شاہ مصباح الحسن رضی اللہ عنہ کے کلام اور نعتیہ شاعری کا فنی، لسانی نیز مضامین کی گہرائی کے اعتبار سے جائزہ لیا جائے تو یقیناً آپ کا شمار ہندوستان کے عظیم القدر اور مسلم نعت نگاروں اور ثنا خوانوں کی صف اول میں ہوگا۔ آپ کے کلام کا مجموعہ بنام ’’ مصباح مدحت ‘‘ شائع ہو چکا ہے جس کے ہر ہر شعر سے عشق و ایمان، عقیدت و محبت، پاکیزگی و لطافت اور سچے جذبات و احساسات کی روشنی پوری آب و تاب کے ساتھ پھوٹتی ہوئی نظر آتی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ رئیس الفقہا سید مصباح الحسن چشتی رضی اللہ عنہ کی حیات میں علوم و فنون کی رنگا رنگی، زہد و تصوف اور روحانیت کی جلوہ سامانی عشق و عقیدت کی چمک، اصلاح و تبلیغ کی تڑپ، ملی قیادت و رہنمائی کا سلیقہ اور وہ تمام عناصر موجود تھے جو کسی شخصیت کو عظیم بنانے میں محرک ہو سکتے ہیں۔ آپ کی حیات کا ایک ایک لمحہ دین و سنیت کی اشاعت، باطل نظریات اور فکری انحراف کے خلاف جد و جہد میں گزرا۔ خواجہ بندہ نواز رضی اللہ عنہ کی زندگی سے نہ صرف عوام بلکہ خواص کو بھی علم و عمل کی بھرپور تحریک ملتی ہے۔

خیر علم و عمل کا یہ نیر تاباں اپنی ضیا بار کرنوں کے ساتھ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۶۵ء کو ہمیشہ ہمیش کے لیے غروب ہو گیا مگر آج بھی

اس کے روحانی فیضان کا سلسلہ پوری آب و تاب کے ساتھ جاری ہے ۔

مختصر یہ کہ خواجہ بندہ نواز رضی اللہ عنہ اپنے عہد کے ایک عبقری عالمِ دین، بے مثال فقیہ ، بے نظیر قائد و رہنما یعنی ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے آپ کی زندگی کے ان تمام پہلوؤں پر تفصیل سے لکھنے کی ضرورت ہے تاکہ قوم آپ کی خدمات سے اچھی طرح روشناس ہو اور آپ کے زندگی کے تابندہ نقوش سے اسلامی طرز حیات کا شعور حاصل کریں ۔

زندگی نے وفا کی تو یہ کام بہت جلد ہو جائے گا ان شاء اللہ عزو جل ۔

غلام آستانہ
محمد عابد چشتی ثقافی

الیاسیہ جماعت یا ناسور وہابیت

۱۳۷۲ھ

تصنیف لطیف

رئیس الفقہا، عمدۃ المتکلمین، مفکر اسلام

حضرت علامہ سید خواجہ مصباح الحسن چشتی رضی اللہ عنہ

برادران اہل سنت ! ہندوستان میں فتنہء وہابیت کا شیوع مولوی اسمٰعیل دہلوی سے ہوا، انہوں نے ''تقویۃ الایمان ''اور ''صراط مستقیم ''وغیرہ کتابیں لکھیں اور عامہ امت بالخصوص اہل سنت کو ان میں مشرک و کافر بنایا (48) انہیں کا اتباع مولوی اسحاق دہلوی نے کیا صرف فرق یہ رہا کہ مولوی اسمٰعیل تقلید ائمہ سے آزاد ہوکر غیر مقلد ہوئے اور مولوی اسحاق فروعات میں حنفی رہے، عقائد میں دونوں متبع ابن عبد الوہاب نجدی ہوئے، تقویۃ الایمان گویا ''کتاب التوحید'' ابن عبد الوہاب نجدی کا اردو ترجمہ ہے۔

شاہ اسحاق صاحب کی اتباع میں مولوی قاسم نانوتوی، مولوی امیر حسن سہسوانی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی اشرفعلی تھانوی نے اس مذہب کو اختیار کیا ان میں سے کسی نے ختم نبوت زمانی کا انکار کیا (49) کسی نے حضور کے چھ مثل موجود مانے (50) کسی نے خدا کے جھوٹ بولنے کو

---

(48) تفصیل مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

(49) چنانچہ مولانا قاسم نانوتوی نے لکھا ہے '' عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنٰی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیا سابقین کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں '' ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین '' فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی اور نبی آبھی جائے تو اس سے خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا'' ۔ تحذیر الناس ص ۲۲/۵ دار الکتب دیوبند ۱۹۹۷ء۔

(50) نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم کے مثل چھ لوگوں کے موجود ہونے کا فتنہ سب سے پہلے مولوی امیر حسن سہسوانی نے پیدا کیا تھا اور اس سلسلہ میں ایک کتاب بھی بنام '' افادات ترابیہ '' تصنیف کی تھی جس کا جواب حضرت حافظ بخاری سید عبد الصمد چشتی رضِی اللہ عنہ نے '' افادات صمدیہ '' نام کی کتاب لکھ کر دیا جواب '' رسول بے نظیر '' کے نام سے چھپ رہی ہے تفصیل کے لیے اسی کتاب کی طرف رجوع کریں۔

ممکن و جائز مانا (51) کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ مانا (52) کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا علم پاگلوں اور چوپایوں کو مانا (53)

---

(51) یہ شاہ اسمٰعیل دہلوی ہیں جنہوں نے خدا کے جھوٹ بولنے کو ممکن قراد دیا اور اپنی تصنیف " رسالہ یکروزی " میں صاف صاف تحریر کر دیا کہ اکثر آدمی جھوٹ بولتے ہیں خدا نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی عبارت درج ذیل ہے

" چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر ملائکہ وانبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی است "

مولانا خلیل احمد انبیٹھوی نے بھی اپنی کتاب " براہین قاطعہ " میں اس عقیدے کی تائید کی ہے اور اس کو صحیح ثابت کرنے کے لیے غلط تاویلات پیش کی ہیں۔ دیکھیں " براہین قاطعہ "ص: ۱۰ کتب خانہ امدادیہ دیوبند۔

نوٹ: شاہ اسمٰعیل دہلوی کا تصنیف کردہ یہ " رسالہ یکروزی " جس نے ہندوستان میں ایک نئی بحث کا دروازہ کھول دیا تھا اب نایاب اور کم یاب ہو چکا ہے اس کی اشاعت کئی دہائی سے نہیں ہوئی ہے بس خاص خاص لوگوں کی ذاتی لائبریریوں میں اس کے کچھ نسخے دستیاب ہو جاتے ہیں ہمارے پاس جو نسخہ موجود ہے (فوٹو اسٹیٹ) وہ شہید بغداد، عالم ربانی اور عظیم ناقد و محقق حضرت علامہ مولانا مفتی اسید الحق محمد عاصم القادری بدایونی علیہ الرحمہ کا فراہم کردہ ہے جس کے آخر میں "مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۷ھ" مرقوم ہے۔

(52) یہ عقیدہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں پیش کیا ہے عبارت درج ذیل ہے

" الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ براہین قاطعہ ص: ۱۲۲، کتب خانہ امدادیہ دیوبند۔

(53) یہ عقیدہ مولانا اشرف علی تھانوی کا پیش کردہ ہے جس کی بنیاد پر عرب وعجم کے علمانے بالاتفاق ان کی تکفیر کی اور انہیں اسلام سے خارج قرار دیا۔ توہین آمیز عبارت درج ذیل ہے

اور مجالس ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب ہی نے نا جائز و حرام ، منکر و قبیح و بدعت سیئہ بتایا(54) اور مسائل مذکورہ بالا میں ایک دوسرے کے مصدق رہے ان سب کا مرکز دیوبند قرار پایا اور یہ لوگ اکابر دیوبند ہوئے باقی جتنے ہیں مثل مولوی محمود الحسن (شاگرد خاص مولانا قاسم نانوتوی) مولوی حسین احمد ، مولوی کفایت اللہ (شاگرد مولانا محمود الحسن دیوبندی) مولوی الیاس ، مولوی یوسف ابن مولوی الیاس وغیرہ وغیرہ سب انہیں کے شاگرد و مرید و متبع ہیں ۔ علمائے حرمین شریفین نے ان مذکورہ بالا مولویوں کی ان کے اقوال کفریہ پر تکفیر فرمائی دیکھو " حسام الحرمین " (55)

چونکہ " الباطل لا یثبت الا بالاباطیل " جھوٹ بلا بہت سے جھوٹوں کے ثابت نہیں ہو سکتا لہٰذا وہابیہ نے ہمیشہ علمائے حق اہل سنت کے مقابلہ میں دھوکے بازیوں ، مکاریوں اور فریب کاریوں سے کام لیا ۔ کبھی جھوٹی کتابیں گڑھیں ، کبھی جھوٹے حوالے دیے ، کبھی عبارات میں قطع و برید کی ، کبھی مانعین کو

" پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے ۔ حفظ الایمان ص: ۱۵، دار الکتاب دیوبند۔

(54) یعنی سارے علمائے دیوبند نے چنانچہ جب مولانا رشید احمد گنگوہی سے بغیر قیام کے صحیح روایتوں کے ساتھ انعقاد مجلس میلاد کے متعلق سوال کیا گیا تو ان کا جواب یہ تھا " انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے " (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص: ۸۳، بحوالہ عقائد علمائے دیوبند)۔ نیز مولانا خلیل احمد نے تو اپنی پوری کتاب " براہین قاطعہ " لکھی ہی اسی مقصد کے تحت ہے کہ محفل میلاد ناجائز و حرام ہے اور آج تک علمائے دیوبند اسی نظریہ کے حامل ہیں۔

(55) چنانچہ اس کتاب میں علمائے حرمین نے صراحت کے ساتھ یہ فتویٰ تحریر فرمایا کہ " من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر " جو مذکورہ عقیدہ رکھنے والوں کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مثبتین میں اور مثبتین کو مانعین میں شمار کر دیا تاکہ معمولی پڑھے اور جاہل دام تزویر میں پھنس جائیں مگر اکابر اہل حق اور ان کے شاگردوں اور متبعین نے ساری عیاریاں طشت از بام کر دیں اور ثابت کر دیا کہ جس توحید و سنت کا یہ گروہ مدعی ہے وہ سب خدا اور رسول عز و جل و صلی اللہ علیہ وسلم یعنی قرآن و حدیث کے خلاف ہے اور تکذیب خدائے عز و جل و اہانت سید الانبیا صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین و انکار ائمہ اہل سنت و اولیائے امت محمدیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا باعث ہے۔ دیکھو تصانیف حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی (۱۲۱۲/۱۲۷۸)و سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول صاحب بدایونی(۱۲۱۳/۱۲۸۹) و تاج الفحول مولانا عبد القادر صاحب بدایونی (۱۲۵۳/۱۳۱۹) و حافظ کلام باری و صحیح بخاری مولانا سید عبد الصمد سہسوانی (۱۲۶۹/۱۳۲۳)و مجدد وقت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی (۱۲۷۲/۱۳۴۰)رحمہم اللہ علیہم اجمعین اور ان کے تلامذہ و متبعین جن کا شمار کرنا دشوار۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فتنہ دبا، مناظروں میں پیش نہ لے جا سکے، تصانیف اہل حق لاجواب رہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذلك.

چونکہ مذکورہ بالا وہابیہ کھلے ہوئے مخالف اہل سنت تھے لہٰذا عامہ اہل سنت جال میں نہ پھنسے اور عموماً لاحول شریف سے تواضع کی، یہی گروہ مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا رہا کبھی قادیانی بنا (56) کبھی چکڑالوی (57) کبھی

---

(56) قادیانی فرقہ کا بانی "غلام احمد قادیانی" ہے جو ضلع گورداسپور کے ایک چھوٹے سے قصبے "قادیان" میں ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا، مختلف اساتذہ سے صرف و نحو، منطق اور حکمت کی تعلیم حاصل کی ۱۸۴۵ء کے آس پاس اپنے والد کی پینشن کی رقم لے کر سیالکوٹ بھاگ گئے اور وہیں کچہری میں ملازمت اختیار کر لی جو ۱۸۶۸ء تک جاری رہی آخر کار ملازمت سے تنگ آخر نبوت کی زمین ہموار کرنے کے لیے واپس قادیان آ گئے اور پھر آہستہ آہستہ اپنی مہم کا آغاز کر دیا اول اول خود کو صوفی اور مبلغ کے طور پر پیش کیا پھر مجدد اور مثیل مسیح (۱۸۸۲/۱۸۹۰) پھر مسیح موعود اور مہدی ہونے

نیچری (58) وغیرہ ظاہر میں ایک دوسرے کے مخالف مگر اصول میں ایک، عامہ

کا دعویٰ کیا (۱۸۹۱/۱۹۰۱) اور آخر کار یہ تان کھچتے کھچتے دعوہء نبوت پر آکر ٹوٹی اور یہ اعلان کر دیا کہ میں نبی ہوں (۱۹۰۱/۱۹۰۸) لاہور میں ہیضہ کی بیماری میں مبتلا ہو کر موت ہوئی کوڑے کی گاڑی میں چھپا کر قادیان لایا گیا وہیں تدفین ہوئی۔ قادیانی فرقہ کے چند عقائد یہ ہیں: ۔ جو مرزا غلام احمد کو نبی، مہدی اور مسیح موعود نہ مانے وہ کافر و مرتد ہے۔ مرزا غلام احمد پیغمبر اسلام کے علاوہ سارے نبیوں سے افضل ہے۔ قادیان کی زمین ارض حرم ہے۔ لاہور مدینہ ہے اور قادیان مکہ ہے۔ مرزا صاحب کے اصحاب مرتبہ مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح ہیں وغیرہ وغیرہ

قادیانی فرقہ کو کیفر کردار تک پہنچانے میں فاتح قادیان پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی چشتی پاکستان (متوفیٰ ۱۹۲۷ء) اور آپ کے شاگرد پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری کا نام سرفہرست ہے۔ سید مہر علی شاہ چشتی کی دو کتابیں ”شمس الھدایہ“ اور ”سیف چشتیائی“ رد قادیانیت میں لاجواب ہیں۔ قادیانی فرقہ کے متعلق بھرپور معلومات کے لیے پروفیسر محمد الیاس برنی (۱۸۹۰/۱۹۵۹) کی کتاب ”قادیانی مذہب“ کا مطالعہ کریں۔

(57) اس نامراد فرقے کی بنیاد عبد اللہ چکڑالوی (متوفیٰ ۱۳۳۴ھ) نے رکھی تھی (چکڑالہ پنجاب پاکستان کے ایک گاؤں کا نام ہے)۔ یہ فرقہ اپنی گمراہیت اور نظریاتی بے ڈھنگی میں اہل حدیث سے بھی چار قدم آگے نظر آتا ہے در اصل اہل حدیث بظاہر قرآن و حدیث کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں اور فقہ و اجتہاد کا انکار کرتے ہیں تقلید کو شرک بتاتے ہیں مگر اس فرقے نے اسلامی نظریات اور مسائل کے استنباط کا واحد ذریعہ قرآن کو مانا ہے رہی بات حدیث کی تو وہ اسے کسی جہت سے قابل اعتبار اور تسلیم کئے جانے کے لائق سمجھتا ہی نہیں ہے۔ بیسوی صدی عیسوی کے آغاز میں اس فرقے کی بنیاد پڑی اس فرقے کے ماننے والے اپنے بانی کی طرف نسبت کرتے ہوئے خود کو ”چکڑالوی“ لکھتے اور بولتے ہیں۔ اس فرقے کو کہیں کہیں ”اہل قرآن“ بھی کہتے ہیں اس فرقے کے چند گمراہ کن عقائد یہ ہیں؛

”مسلمانوں میں رائج طریقہء نماز کفر ہے۔ جو احکامات قرآن میں موجود نہیں وہ سب لغو ہیں اگرچہ ان کا ثبوت احادیث صحیحہ میں ہو۔ جس ذبیحہ پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا جائے وہ حلال نہیں ہے اس لیے کہ یہ الفاظ قرآن میں موجود نہیں ہے (تفصیل کے لیے دیکھیں ”برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب“ از۔ مبارک حسین مصباحی)

(58) اس فرقے کے بانی سر سید احمد خان ہیں یہ ۱۸۱۷ء میں دہلی میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم صرف و نحو کی شاہ مخصوص اللہ دہلوی سے حاصل کی بیس سال کی عمر میں انگریزی ملازمت حاصل کی اور محض ایک سال کے بعد فتح پور سیکری کے صدر الصدور ہو گئے اس درمیان شاہ اسمٰعیل دہلوی کے عقائد و نظریات کافی حد تک ان کے اندر سرایت کر گئے اور پھر اس سفر میں وہ اتنے آگے

اہل سنت کو یہ بھی پھانسنے میں بوجہ اختلاف ظاہر ناکامیاب رہا۔

موجودہ زمانے میں دو گروہوں کا زور ہو رہا ہے ایک ’’مودودی‘‘ ابو الاعلیٰ مودودی کا ماننے والا (59) ان کی لغویت ان کے دعویٰ سے ظاہر ہے کہ جس

بڑھے کہ بذات خود ایک بالکل انوکھے اور نئے فرقے کے بانی وروح رواں ہونے کا سہرہ ان کے سر سج گیا جسے برصغیر ہندو پاک میں فرقہء ’’ نیچریہ ‘‘ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس فرقے کے نزدیک ہر وہ چیز جو فطرت (نیچر) اور قانون فطرت کے خلاف ہو تو قابل قبول نہیں ہے اگرچہ ان کی حیثیت شریعت اور اسلام میں اساسی اور بنیادی ہی کیوں نہ ہو اس فرقے کے چند عقائد یہ ہیں:

ملائکہ اور فرشتوں کا کوئی وجود نہیں (چونکہ یہ دکھائی نہیں دیتے ہیں)۔ وحی کا کوئی وجود نہیں۔ معراج اور شق صدر کے واقعات خواب کے ہیں۔ کوئی چیز سوائے خدا کے مقدس نہیں۔ حساب وکتاب، میزان اور جنت و دوزخ کا کوئی وجود نہیں قرآن میں ان کا ذکر بطور مجاز ہے۔ قرآن مجید کی کسی آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہوئے (کیوں کہ یہ فطرت کے خلاف ہے)

سرسید احمد خان کی مذہبی آوارگی اور عقیدے کی بے راہ روی کو جاننے کے لیے ’’ جواہر مضیہ در رد نیچریہ ‘‘ از۔ غلام دستگیر قصوری لاہوری کا مطالعہ نیز سرسید کی اجمالی شبیہ اور شخصیت سے واقفیت کے لیے مولانا خوشتر نورانی صاحب کی تصنیف ’’ سرسید کے مذہبی عقائد وافکار ‘‘ کا مطالعہ مفید ہوگا۔ مذکورہ عقائد اسی کتاب سے ماخوذ ہیں۔

(59) اس گروہ اور جماعت جسے آج ’’ جماعت اسلامی ‘‘ بھی کہا جاتا ہے کے بانی مولانا سید ابوالاعلی مودودی ہیں مودودی صاحب کی پیدائش ۱۹۰۳ء اورنگ آباد دکن میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی بعد میں والدین اورنگ آباد سے منتقل ہو کر حیدرآباد آ گئے جہاں ابوالاعلی مودودی نے عالمیت کی تعلیم مکمل کی۔ مودودی صاحب صحافت کے شعبہ سے جڑے رہے اور کئی سال تک اخبار ’’ مدینہ ‘‘ بجنور ’’تاج‘‘ جبل پور اور ’’ الجمعیت ‘‘ وغیرہ میں کام کرتے رہے ۲۶ اگست ۱۹۴۱ء کو لاہور میں سید ابوالاعلی مودودی نے ’’ جماعت اسلامی ‘‘ کی بنیاد رکھی جس نے بعد میں گمراہ کن فرقے کی صورت اختیار کر لی۔

مولانا مودودی مذہبی دنیا میں اپنے منفرد عقائد ونظریات کے لحاظ سے جانے جاتے ہیں ان کی کتابوں کو پڑھنے سے یہ تاثر ملتا ہے کہ مودودی صاحب خدا اور اپنی ذات کے علاوہ کسی کو تنقید سے بالا تر نہیں سمجھتے تھے انہوں نے اپنی زندگی میں جو بھی قلمی سرمایہ چھوڑا ہے اس پورے سرمایہ میں اسلام کی مسلمہ شخصیات، بزرگان دین اور ائمہ

اسلام کے مدعی ابو الاعلیٰ ہیں اس سے معاذ اللہ بہت سے صحابہ کرام و ائمہ عظام اہل سنت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی ناواقف تھے اس جماعت اسلامیہ ’’برعکس نہند نام زنگی کافور‘‘ کا مخالف اہل سنت ہونا تھوڑی سمجھ والا بھی جان لیتا ہے میری واقفیت ابو الاعلیٰ صاحب کی اس وقت سے ہے جب وہ بالکل آزاد خیال غیر متشرع اور مسلمان کے گھر پیدا ہونے سے مسلمان تھے اس زمانہ میں دو تین مرتبہ پھپھوند بھی آئے تھے اس وقت میں بھی انہیں لیڈر و مقتدا بننے کا شوق تھا لیکن اس صورت سے گاڑی چلتے نہ دیکھی تو روپ بدلا جب سے اب تک پھر ملاقات نہ ہوئی و الحمد للہ علیٰ ذلک۔

دوسرا گروہ ’’جماعت الیاسیہ‘‘ والے ہیں انہوں نے وہ طریقہ اختیار کیا ہے جس کے فریب میں عوام اہل سنت بہت جلد آتے ہیں یعنی ابتداءً بنام تبلیغ اپنے معتقد و ہم مذہب جہلا کی جماعتیں بنا کر دیہات میں بھیجتے ہیں اور بظاہر کسی پر کھانے کا بار بھی نہیں ڈالتے صرف نماز و کلمہ کی تلقین کرتے ہیں جس سے کون مسلمان انکار کر سکتا ہے ؟ جب اس طرح پر عوام کو لبھا لیتے ہیں تو بنام اجتماع جلسے ہوتے ہیں اور ان میں ان کا پڑھا لکھا طبقہ پہنچ کر اپنے دین و عقائد کو پھیلاتا ہے یعنی مار

کرام وغیرہ پر چوٹ اور کسی نہ کسی جہت سے ان کی تنقیص شان ضرور ملتی ہے اور یہی مزاج آج تک اس جماعت میں موجود ہے نیز یہ بات بھی مسلم ہے کہ مودودی صاحب شاہ اسمٰعیل دہلوی کے عقائد و نظریات سے بھی متاثر تھے جس کا اظہار جابجا ان کی کتابوں میں ملتا ہے۔ ۱۹۷۹ء میں بفیلو ریاست نیویارک امریکہ میں ان کا انتقال ہوا وہاں سے پاکستان انہیں لایا گیا اور وہیں ان کی تدفین عمل میں آئی۔

’’جماعت اسلامی‘‘ کے افکار و نظریات اور گمراہ کن عقائد اور جماعت کے اسلام و اسلاف مخالف منشور کو جاننے کے لیے علامہ ارشد القادری کی ’’جماعت اسلامی‘‘ اور علامہ سید مدنی میاں اشرفی کی ’’اسلام کا تصور الٰہ اور مودودی صاحب‘‘ جیسی کتابیں بے حد مفید اور کارآمد ہیں۔ عابد چشتی

آستین بن کر ڈستے ہیں اور عوام ناواقفین کو مسخر کر لیتے ہیں اور وہ آسانی سے ان کا شکار ہو جاتے ہیں اور پھر اس زہر کا اتارنا مشکل ہو جاتا ہے گویا ناسور کی طرح اندر ہی اندر مادہ فاسد پیدا کر دیتے ہیں جس سے چھٹکارا بغیر ماہر ڈاکٹر مشکل ہو جاتا ہے اور ہمیشہ کے لیے ایمان و عقائد خراب ہو جاتے ہیں ۔ لہٰذا یہ گروہ سب میں زیادہ مضر اور سب سے زیادہ نقصان رساں ہے اس واسطے اس گروہ کی اصل حقیقت اور اس کے بانی کی شخصیت کو عوام اہل سنت پر اسی گروہ کے بانی کی کتاب اور اس کے دو سرگرم متبعین کی کتابوں سے واضح اور ثابت کرتا ہوں تاکہ عامہ اہل سنت ان کے مکر و فریب سے بچیں اور اپنے دین و مذہب کو بچائیں ۔

وما توفيقى الا بالله العلى العظيم و صلى الله تعالىٰ على خير خلقه سيدنا محمد و على آله و اصحابه اجمعين .

مولوی محمد الیاس پشتینی وہابی دیوبندی تھے

(ان کی تربیت و تعلیم ابو الوہابیہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے یہاں ہوئی)

مولوی محمد الیاس کے خاندان کو قدیم سے شاہ اسحاق صاحب دہلوی اور سید احمد صاحب پیر محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی سے تعلقات شاگردی و مریدی قائم تھے مذکورہ تینوں ہستیاں ابو الدیوبندیہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ دیکھو کتاب ”مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت“ مرتبہ مولوی ابو الحسن ندوی مبلغ خصوصی جماعت الیاسیہ (60) اسی کتاب میں ہے:

”گنگوہ اس وقت صلحا و فضلا کا مرکز تھا ان کی اور خود حضرت مولانا رشید احمد صاحب کی صحبت اور مجالس کی دولت مولانا محمد الیاس صاحب کو شب و روز حاصل تھی۔ دینی جذبات کی پرورش نیز دین کی سمجھ اور اس کا سلیقہ پیدا کرنے میں ان کیمیا اثر صحبتوں اور مجالس کو جو دخل ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ مولانا کی دینی اور روحانی زندگی میں اس ابتدائی ماحول کا فیض برابر شامل رہا انسان کی زندگی میں مقام و ماحول کا اثر قبول کرنے کا جو بہتر زمانہ ہو سکتا ہے مولانا محمد الیاس صاحب کا وہ زمانہ گنگوہ میں گذرا جب گنگوہ آئے تو دس سال کے بچے تھے جب ۱۳۲۳ھ میں مولانا گنگوہی نے وفات پائی تو بیس سال کے جوان تھے گویا دس سال کا عرصہ مولانا کی صحبت میں گزرا“ (61)

---

(60) چنانچہ اسی کتاب کے پیش لفظ میں سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں: ”صاحب سوانح (الیاس) کے پرنانا مولانا منظر حسین صاحب ”حضرت شاہ محمد اسحاق“ دہلوی کے عزیز شاگرد اور حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب دہلوی کے مجاز تھے“۔ مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص: ۱۶، جے، ایم، سی انڈیا پبلشرز لمیٹیڈ ۲۰۱۴ء

(61) بحوالہ سابق ص: ۴۸

اسی کتاب میں ہے :

''مولانا الیاس فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت گنگوہی کے خاص فیض یافتہ اور تعلیم یافتہ علما گنگوہ آتے تو بعض اوقات بھائی میرا درس بند کر دیتے اور کہتے کہ اب تمھارا درس یہ ہے کہ تم ان حضرات کی صحبت میں بیٹھو اور ان کی باتیں سنو۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بالعموم بچوں اور طالب علموں کو بیعت نہیں کرتے تھے فراغت اور تکمیل کے بعد اس کی اجازت ہوتی تھی مگر مولانا الیاس صاحب کے غیر معمولی حالات کی بنا پر ان کی خواہش و درخواست پر بیعت کر لیا۔ مولانا کی فطرت میں شروع سے محبت کی چنگاری تھی آپ کو حضرت مولانا رشید احمد صاحب سے ایسا قلبی تعلق پیدا ہو گیا تھا کہ آپ کے بغیر تسکین نہ ہوتی فرماتے تھے کہ کبھی کبھی رات کو اٹھ کر صرف چہرہ دیکھنے کے لیے جاتا زیارت کر کے پھر آکر سو جاتا حضرت کو بھی آپ کے حال پر ایسی ہی شفقت تھی، فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے بھائی سے کہا کہ حضرت اجازت دے دیں تو میں حضرت کے قریب بیٹھ کر مطالعہ کیا کروں مولانا محمد یحیٰ صاحب (مولانا الیاس کاندھلوی کے بڑے بھائی) نے حضرت مولانا سے ذکر کیا، فرمایا مضائقہ نہیں، الیاس کی وجہ سے میری خلوت میں فرق اور طبیعت میں انتشار پیدا نہیں ہوگا'' (62)

اسی کتاب میں ہے :

'' حضرت مولانا رشید احمد صاحب کی وفات کے بعد آپ نے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب سے درخواست کی۔ آپ نے مولانا خلیل احمد صاحب کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا چنانچہ آپ نے مولانا سہارنپوری '' خلیل احمد '' سے اپنا تعلق قائم کر لیا اور آپ کی نگرانی و رہنمائی میں منازل سلوک طے کیے''

---

(62) بحوالہ سابق ص: ۴۹

(63)

اسی کتاب میں ہے :

''اس عرصہ میں دوسرے مشائخ اور مولانا گنگوہی کے دوسرے خلفا سے عقیدت مندی اور صحبت و استفادہ کا تعلق برابر قائم رہا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری خلیفہ رشید احمد گنگوہی ، مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے ایسا تعلق تھا کہ فرماتے تھے یہ حضرات میرے جسم و جاں میں بسے ہوئے تھے اوران حضرات کو بھی مولانا کی امتیازی خصوصیات کی وجہ سے خصوصی محبت و لحاظ تھا'' (64)

اسی کتاب میں ہے :

''ایک مرتبہ کاندھلے میں (مولانا الیاس صاحب کا آبائی وطن ۔ مصنف) شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری ، مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی موجود تھے نماز کا وقت آیا تو امامت کے لیے آپ (مولانا الیاس ۔ مصنف) کو بڑھایا'' (65)

اسی کتاب کے ص: ۵۵ سے محمد الیاس صاحب کا مدرسہ ''مظاہر العلوم'' کی مدرسی کرنا ظاہر ہوتا ہے۔ (یہ مدرسہ خالص دیوبندیوں کا ہے ۔ مصنف) (66)

---

(63) بحوالہ سابق ص: ۵۲

(64) بحوالہ سابق ص: ۵۳

(65) بحوالہ سابق ص: ۵۴

(66) مدرسہ '' مظاہر العلوم '' (بنیاد ۱۲۹۲ھ) دیوبند سہارنپور کا مشہور مدرسہ ہے جس کی تعمیر سے لے کر تعلیم تک کا سارا انظام وہابی اور دیوبندی مکتب فکر کے علما کے ہاتھوں رہا ہے ۔ ابتدا سے مولانا رشید احمد گنگوہی کی سرپرستی اس مدرسہ کو حاصل رہی جو خالص وہابی فکر کے مبلغ تھے نیز انہیں کے شاگرد مولانا خلیل احمد تقریبا اکتیس سال تک اس

''مکاتیب مولانا الیاس'' مرتبہ ابو الحسن ندوی میں ہے :

''ختم (یعنی ختم آیت کریمہ یا ختم خواجگان وغیرہ ۔ حاشیہ ابو الحسن ندوی) میں شریک ہونا مستحسن اور آپ کے بزرگوں کا معمول ہے لیکن اگر مبتدعین کے ساتھ تشبہ کا خطرہ ہو تو احتیاط مناسب ہے الصلوٰۃ و السلام علیک کے اندر بھی یہی بات تھی کہ اگر حضور کو حاضر و ناظر جان کر مبتدعین کے تشبہ کی صورت ہو تو ناجائز ہے اور اگر غلبہ شوق میں اپنی طرف سے پڑھے تو کوئی مضائقہ نہیں یہ ایسی نازک چیزیں ہیں کہ ان کے اندر فساد عقیدہ کا موقع شیطان کو ملنے کا بہت امکان ہوتا ہے لہٰذا خطرناک ہے '' (67)

نیز اسی کتاب میں ہے :

''ختم کی جو صورت آپ نے تحریر فرمائی ہے دوسروں پر اعتراض مت کرو اور خود اس کو تنہائی میں پڑھ لیا کرو ۔ اس کا پڑھنا سوتے وقت مسنون ہے لیکن یہ طرز مشروع نہیں ہے ۔ حضور کے اوپر کا درود بہترین عمل ہے مگر جو طرز آپ نے لکھا یہ بھی سلف میں نہیں ہے لہٰذا آپ خود محترز رہیں اور جو آپ کے ''عقیدہ'' پر اعتماد رکھتا ہو اس سے کہہ دیں'' (68)

ناظرین کرام ! یہاں لفظ '' عقیدہ '' بہت قابل غور ہے اور یہ بتاتا ہے کہ ان کا عقیدہ عام اہل سنت سے علاحدہ ہے مذکورہ بالا عبارتیں جو نقل کی گئیں ہیں

مدرسہ میں بحیثیت '' مدرس اول '' رہے جبکہ دیگر مدرسین میں مولانا یحییٰ کاندھلوی ، مولانا زکریا وغیرہ کا نام آتا ہے جن کا شمار دیوبندی فرقہ کے چوٹی کے علما میں ہوتا ہے ۔ حاصل یہ کہ یہ مدرسہ خالص دیوبندی جماعت کا ہے جو آج بھی وہابی ذہنیت کو فروغ دینے میں لگا ہوا ہے ۔ تذکرۃ الخلیل ص: ۲۲۷/۲۲۸، دار الکتاب دیوبند ۲۰۰۳ء

(67) ''مکاتیب حضرت مولانا الیاس'' ص: ۹۰، ادارہ اپیکس دہلی ۲۰۱۴ء

(68) بحوالہ سابق ص: ۹۵/۹۶۔

یہ پردہ اٹھا دینے کے لیے کافی سے زیادہ ہیں۔ وہی اکابر دیوبند کے الفاظ اہل سنت کو ''مبتدعین'' کہنا ''سلف میں نہ ہونا'' اور ''تشبہ'' موجود ہیں یہ خوب کہا کہ دوسروں پر اعتراض مت کرو کیوں کہ اس سے لوگ بھڑکتے ہیں اور جو آپ کے عقیدہ پر اعتماد رکھتا ہو اس سے بھی آپ یہ کہہ دیں۔ گویا علی الاعلان مخالفت مت کرو اور اپنی جگہ پر اپنے عقائد پر قائم رہو ماحصل یہ کہ عوام دھوکے میں رہیں اور انہیں سنی سمجھتے ہوئے ان کے جال میں پھنستے رہیں اس قسم کے بہ کثرت واقعات اور عبارتیں ہیں یہاں بطور نمونہ چند عبارات دے دی ہیں۔

اس تحریک میں سب مولوی دیوبندی یا ان کے ہم خیال شریک تھے، کسی سنی مولوی کو شریک نہیں کیا گیا

ہمارے سامنے اس وقت اس تحریک پر مفصل حالات میں تین کتابیں ہیں (۱) مکاتیب مولوی محمد الیاس۔ مرتبہ مولوی ابوالحسن ندوی مبلغ خاص (۲) کتاب ''ملفوظات مولوی محمد الیاس''۔ مؤلفہ مولوی منظور نعمانی مسترشد خاص و مبلغ خاص (۳) کتاب '' مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت '' مصنفہ ابوالحسن ندوی مبلغ خصوصی۔ ان تینوں کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام تر اس تحریک میں دیوبندیوں اور ان کے ہم خیالوں کا عمل و دخل ہے، کہیں کسی سنی مولوی کا آپ کو ذکر بھی نہیں ملے گا۔ گویا یہ تحریک اہل سنت کے بالمقابل قائم ہے اور عوام اہل سنت کو دھوکے سے وہابی بنا لینے کی ترکیب ہے اگر ان کے ہمنواؤں میں کوئی سچائی ہے یا ہمت ہے تو کسی ایک سنی مولوی کا بھی بحیثیت شریک تحریک نام دکھائیں بر خلاف اس کے ان کتابوں میں جتنی مدح سرائیاں ہیں سب دیوبندی خیال کے لوگوں کی۔ میں نے طوالت کی وجہ سے اس عنوان کو مختصر کر دیا ہے۔ دیکھو کتاب ''مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت'' ذکر تبلیغ شہر لکھنؤ (کے تحت ہے)

''مولانا قطب میاں صاحب فرنگی محلی ملاقات کے لیے تشریف لائے اور آپ بازدید کے لیے فرنگی محل تشریف لے گئے (69)

ناظرین ! باوجود قطب میاں کے اس ایثار کے کہ خود ملاقات کو آئے لیکن وہ دیوبندی نہ تھے محض دنیا دارانہ بازدید ہوئی تبلیغ کا ذکر مذکور کچھ نہ ہوا حالانکہ مولوی الیاس اس تحریک میں مولویوں کو شریک کرنے کی جوع البقر (گائے جیسی بھوک) رکھتے تھے اور مولانا قطب میاں اس حد پر دیوبندیوں کی مخالفت میں شدید بھی نہ تھے جتنے ہم لوگ ہیں مگر دیوبندی نہ تھے لہٰذا شریک نہ کئے گئے بجائے اس کے اگر مدرسہ مظاہر العلوم کے چند طالب علم یا ندوہ وغیرہ مدارس وہابیہ کے کچھ لڑکے مولوی الیاس کے پاس پہنچ گئے تو باغ باغ ہو گئے اور انہیں مہمانان نبوت کا خطاب دیا گیا اور ان کی آمد کو عظیم بتایا گیا (70)

مولوی الیاس کی تحریکِ تبلیغ فروغ دیوبندیت کی تھی گویا دیوبندیت کا پروپیگنڈہ تھا

کتاب ''مکاتیب مولانا الیاس'' جس میں ان کے خطوط مختلف لوگوں کے نام ہیں، اس کے مرتب مولوی ابو الحسن ندوی ہیں اس کتاب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں :

''اما بعد مشائخ و بزرگان دین اور علماؤ مصلحین کے مکاتیب و رسائل بڑے قدیم زمانے سے پائے جاتے ہیں یہ خطوط ان کے دلی جذبات اور اصلی خیالات کا آئینہ ہوتے ہیں اور بعض اوقات یہ مجموعے ان کے صحیح حالات و خیالات اور ان کی دعوت و تحریک کے اصلی محرکات معلوم کرنے کا ان کی سوانح و سیر کے مقابلہ

---

(69) مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص: ۱۱۸، تحت عنوان '' لکھنؤ کا سفر'' جے ایم سی انڈیا پبلشرز لمیٹیڈ ۲۰۱۴

(70) دیکھیں۔ مکاتیب مولانا الیاس ص: ۱۷/۷۴، ادارہ اپییکس دیلی ۲۰۱۴ء

میں زیادہ مستند ذریعہ سمجھے جاتے ہیں'' (71)

اسی کے ص: ۴ پر لکھا ہے

''سب سے زیادہ قیمتی ذخیرہ وہ ہے جو میاں جی عیسیٰ صاحب کے نام ہے''

ناظرین کرام! اسی اصول پر میں بھی اس عنوان کے تحت محمد الیاس کی دعوت و تحریک کے اصلی محرکات معلوم کرنے کو سب سے زیادہ قیمتی ذخیرے سے آپ کی خدمت میں اقتباسات پیش کرتا ہوں غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

مکتوب بنام محمد عیسیٰ:

'' میرے دوست تم نے اپنے یہاں پر ہر چیز کو خدا بتلانے والے فرقہ کا ظہور لکھا ہے۔ میرے دوست آدمی کا جاہل ہونا اور غافل ہونا اور حق کی کوشش میں سست ہونا یہ ہر فتنہ کی کنجی ہے اور طبائع کے اور جذبات کے ان نامبارک اور گندہ صفتوں پر رہنے سے خدا جانے کتنے فتنے اٹھتے ہوئے تم دیکھو گے اور تم کچھ نہ کر سکو گے'' (72)

مذکورہ بالا فرقہ سے مراد غالبًا صوفیائے کرام کا وہ گروہ ہے جو وحدۃ الوجود کا قائل ہے یہ مسئلہ خاندان چشتیہ و قادریہ و سہروردیہ کا مسلمہ مسئلہ ہے اور ان حضرات کا دامن اس کفر سے پاک ہے۔ یہ محمد الیاس اور ان کے مسترشد کی نادانی و جہالت ہے کہ انہوں نے اتنے بھونڈے اور کفری الفاظ سے اس مسئلہ کی تعبیر کی۔ ابو الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اسی مسئلہ کو '' صراط مستقیم '' میں لطیفہ غیبیہ کہا ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب کے حوالہ سے کمال قرب و نوافل کا نتیجہ

---

(71) مکاتیب مولانا الیاس ص: ۳

(72) مکاتیب حضرت مولانا الیاس ص: ۱۰۱/۱۰۲۔ بنام میاں جی محمد عیسیٰ۔

بتایا ہے۔ مولوی الیاس صاحب غالبًا اپنے اکابر کے اقوال سے بھی ناواقف ہیں یا جان بوجھ کر سنیوں سے عناد ہے۔

ناظرین کرام! اس بات سے تعجب نہ کریں اس الزام تراشی میں مولوی الیاس صاحب اور ان کے مسترشد نے ثابت کر دیا کہ ایسے بے سروپا الزام اہل سنت پر لگانے میں وہ اپنے اگلوں کے قدم بہ قدم ہیں دیکھو مولوی الیاس کے مرشد ارشاد اور منازل سلوک طے کرانے والے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (شاگردو مرید رشید احمد گنگوہی۔ مصنف) نے اپنی کتاب ”براہین قاطعہ“ میں لکھا” ان کا عقیدہ عالم بالذات ہونے اور متصرف بالذات ہونے کا ہے“ پھر دوسری جگہ لکھا ”کیوں کہ اہل بدعت کا یہ عقیدہ علم غیب بالذات کا محقق مشہور ہے“ (73) یہ دونوں عبارتیں الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ کو شرک ثابت کرنے میں لکھی ہیں لہٰذا اس کے کہنے والوں کو جب تک یہ نا ثابت کیا جائے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بالذات عالم الغیب اور بالذات متصرف (بلا خدا کے عطا فرمائے۔ مصنف) مانتے ہیں شرک ہو ہی نہیں سکتا اس واسطے پہلی عبارت میں ”مطلق بالذات“ لکھ دیا اور دوسری میں ”محقق و مشہور“ کے ساتھ مؤکد کر دیا۔ یہاں بے اختیار کہنا پڑتا ہے” الا لعنة اللہ علی الکاذبین “ ہم تمام وہابیہ سابقین و لاحقین کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کسی عامی سنی کی بھی کتاب سے یہ ثابت کریں کہ اس نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو متصرف بالذات اور عالم بالذات لکھا ہے اور یہ ان شاء اللہ کبھی نہ کر سکیں گے فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس و الحجارة اعدت للکافر ین .(پارہ: ۱، سورۃ البقرۃ)

---

(73) براہین قاطعہ ص: ۵۸/۵۶، کتب خانہ امدادیہ دیوبند۔

اسی کتاب میں اسی عبارت سے متّصل ہے :

’’اٹھتے ہوئے فتنوں کو مٹنے اور آئندہ کے فتنوں کو روکنے کے لیے یو۔ پی کے لیے نکلنے پر زور دینے کے سوا اور کوئی علاج نہیں جماعتوں کے یو۔ پی نکلنے کی کچھ ایسی تاثیرات ہیں کہ باوجود صرف تھوڑی سی مقدار جو دو سو کو بھی نہیں پہونچی ہوئی اور تھوڑی مقدار جو اپنے مقابلہ میں کچھ بھی شمار ہونے کی حیثیت نہیں رکھتی اتنے قلیل زمانہ میں اتنا اثر ہوا کہ انقلاب عظیم کا لفظ زبانوں پر آنے لگا اور تمھارے ملک کی ٹھوس اور پوری کامل جہالت والے لوگوں کے ناپاک جذبات دین کے پھیلانے کے مبارک جذبات سے بدلنے لگے ‘‘ (74)

ناظرین کرام ! لفظ یو ۔ پی سے دھوکہ نہ کھائیں کہ صوبہ یو۔ پی میں ہمارے اہل سنت کے بھی مراکز دین موجود ہیں بلکہ اس لفظ کی شرح خود محمد الیاس کے مسترشد خاص ابو الحسن ندوی سے سنیں وہ اپنی کتاب ’’ حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت ‘‘ میں لکھتے ہیں :

’’ مولانا (محمد الیاس) کا خیال تھا کہ یو۔ پی کا مغربی حصہ ضلع مظفر نگر سہارنپور جس کے لیے کبھی دو آبے کی اصطلاح استعمال فرماتے تھے اور کبھی مطلق یو۔ پی کے لفظ سے ادا کرتے تھے، دین و علم دین کا معدن اور اہل حق کا خاص مرکز ہے اہل دین کی صحبت و اختلاط اور آنکھوں اور کانوں کے ذریعہ سے دین کے تعلم و اکتساب کے لیے اس خطہ سے زیادہ کوئی موزوں و مناسب زمین نہیں ہے ‘‘(75)

---

(74) مکاتیب مولانا الیاس، ص: ۱۰۲، ادارہ اپیکس دیلی ۲۰۱۴ء

(75) مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت، ص: ۸۰، جے ایم سی پبلشرز لمیٹیڈ دہلی ۲۰۱۴ء

''مکاتیب حضرت مولانا الیاس'' کے چند اہم اقتباسات :

ا۔ آپ بھی سہارنپور پہنچ جائیں تو ان شاء اللہ بڑے بڑے علما کی زیارت ہوگی۔

۲۔ ٦/ اپریل کو سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم کا سالانہ جلسہ ہے اگر حضرات مبلغین ایسے ایسے موقعوں میں چند دنوں پہلے اور چند دنوں بعد صحیح اصول کے ساتھ تبلیغی سرگرمیوں کے مواقع ڈھونڈھتے رہیں اور اس بارے میں ہر طرح کی تکلیف اور ناگواریوں کو برداشت کریں تو '' حفت الجنۃ بالمکارہ '' کے وعدے کے مطابق یہ جنت میں لے جانے والی اسکیم سرسبز ہو سکتی ہے ہر کام کے لیے کوشش شرط ہے اور موقع پر کوئی تھوڑا سا بھی تو بے موقع کے ہزاروں سے بہتر ہوتا ہے (مظاہر العلوم خالص دیوبندیوں کا مدرسہ ہے۔ مصنف)۔

۳۔ یہ دونوں صاحب جو تبلیغ کے لیے گئے تھے ان کے لیے اور میرے لیے بڑا سرمایہ یہ ہے کہ آپ بزرگوں کی تازگی قلب کا سبب ہو اللہ تعالیٰ با برکت اور دارین میں نفع بخش فرمادیں اور پھولنے پھلنے والا فرمادیں مجھے بڑا قلق ہوا کہ وہ مولانا عبد الشکور صاحب سے مل کر نہ آئے، اگلی دفعہ خدا کرے کہ کوئی ایسا موقع ہو تو بشرط مشورے میں طے ہو جانے کے لکھنؤ میں جتنی جگہ اپنے احباب کی ہیں ان سب جگہوں میں تحریک کے سراغ کو تتبع کرنا چاہیے ممکن ہو تو دریغ نہ کرنا چاہیئے (مولوی عبد الشکور عقائد میں خالص مخلص دیوبندی ہیں اور حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معاملہ میں خارجیت تک ترقی یافتہ ہیں اسی لیے مولانا عین القضاۃ صاحب لکھنوی سے جو ان کے استاد تھے شدید مخالفت ہو گئی تھی۔ مصنف)

۵۔ آج یہ بندہ اس دعوت کو لے کر مدرسہ امینیہ گیا تھا جس میں اللہ کے

فضل اور لطف اور رحمت نے بہت امید افزا صورت پیدا فرمادی حضرت مفتی صاحب نے تمام مدرسین اور طلبا کو جمع فرمایا اور میری تحریص کے بعد مولوی فخر الحسن صاحب نے تحسین فرمائی ان کے بعد حضرت مفتی صاحب نے باوجود وقت کے تنگ ہونے کے اس کی ضرورت ثابت فرمائی۔ عنوان بہت ہی اچھا اختیار فرمایا اس میں جہاں مدرسہ کے طلبا اور مدرسین سب شریک تھے شہر کے تجار اور مختلف لوگ بھی حاضر تھے، بندہ کی نظر میں جب تک تبلیغ کے سیکھنے کے لیے آمد کی ابتدا نہیں ہونے کی اور ساعیان تبلیغ خود مقامات تبلیغ پر جانے کے بجائے ہر ہر مرکز سے تبلیغ کے لیے کھینچنے کی کوشش کو اصل قرار نہیں دیں گے تو یہ تبلیغ سطحی سے گہراؤ کی طرف رخ نہیں کرے گی یہ بہت گہرا قاعدہ ہے (یعنی کلمہ و نماز سے ترقی کر کے تبدیلی عقائد تک جو اصل مقصود ہے نتائج حاصل نہ ہوں گے، یہاں مفتی صاحب سے مراد مفتی کفایت اللہ ہیں جن سے ناظرین واقف ہوں گے خالص دیوبندی تھے اور مدرسہ امینیہ خالص وہابیوں کا مدرسہ ہے اور مرکز سے مراد وہی مراکز دیوبندیہ ہیں۔ مصنف)

٦۔ اہل بستی سالانہ جلسہ کیا کرتے ہیں جس میں مدرسہ مظاہر العلوم سے بھی حضرات تشریف لے جایا کرتے ہیں۔ اگر وہ جلسہ قریب میں ہونے والا ہو تو اس میں تبلیغ کو ضم کر دیں (ملا دیں۔ مصنف)

٧۔ جامعہ ملیہ والے علو ہمت کے ساتھ اپنا جزء ادارہ بنانے کی فکر میں تشکیل سوچ جا رہی ہے اس گزشتہ جمعہ کو بیس پچیس اہل دہلی جس میں جامعہ کا بھی وفد شامل تھا۔ تجویز ڈاکٹر صاحب کی بھی تھی جو بڑے ذوق و خلوص سے تھی۔

ناظرین! یہاں عبارت باعتبار محاورہ الجھی ہوئی ہے ہم نے نقل مطابق اصل کر دی ہے مرتب مکاتیب ابو الحسن نے دیباچہ ص/٦ پر لکھا ہے ” ان خطوط

کی زبان عام ناظرین کے لیے نامانوس ہے ۔

۸۔ سنا ہے کہ جامعہ ملیہ میں بھی تبلیغی سلسلہ جنبانی ہو رہی ہے۔ جامعہ ملیہ والے اپنے خیالات و معتقدات میں دیوبند سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں ۔

۹۔ مظاہر العلوم سے بھی چودہ نفر کچھ مکمل سند لیے ہوئے اور زیادہ تر درمیانی طلبا تبلیغ کے لیے آئے ہیں ۔

۱۰۔ آپ کو معلوم ہے کہ عزیزم محمد یوسف ایک جماعت لے کر میوات میں گشت کے لیے گیا ہوا ہے، اگر ہو سکے تو بہت بہتر ہو کہ آپ اپنے متعلقین میں سے ایک دو یا زیادہ جتنے ہو سکیں ان کے ساتھ کچھ دنوں گشت کے لیے روانہ فرمادیں، بالخصوص اگر مولانا محمد منظور صاحب تیار ہو جائیں تو بہت ہی باعث برکت ہو گا نیز ایسے ہی مواقع پر شریک گشت ہونے سے اس کام کی حقیقت سامنے آ سکتی ہے (مولوی منظور مسترشد خاص مولوی یوسف مولوی الیاس کے لڑکے لہٰذا جیسے مرشد ویسے ہی مسترشد جیسے باپ ویسے بیٹے۔ مصنف)

۱۱۔ حیدرآباد سندھ میں ایک بڑا جلسہ ہونے والا ہے اس میں اکابر مثلاً مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا طیب وغیرہما اکابر علمائے امت شرکت فرمارہے ہیں (ناظرین مفتی کفایت اللہ سے واقف ہیں مولوی طیب مہتمم مدرسہ دیوبند ہیں۔ مصنف)

۱۲۔ جو ذکر بارہ تسبیح کر رہے ہیں ان کو آمادہ کرو کہ وہ ایک ایک چلہ رائے پور جاکر گذاریں (رائے پور میں مولوی عبد القادر صاحب خلیفہ مولوی عبد الرحیم خلیفہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے پاس ۔ مصنف) (76)

”ملفوظات مولانا الیاس“ کے چند اہم اقتباسات:

---

(76) مکاتیب مولانا الیاس ص: ۱۰۶، ۱۴۱، ۵۷، ۶۳، ۶۶، ۷۰، ۶، ۷۲، ۷۴، ۷۶، ۸۵، ۱۳۷

۱۔ عمومی اختلاط سے قلب کی حالت اس قدر متغیّر ہو جاتی ہے کہ جب تک اعتکاف کے ذریعہ اس کو غسل نہ دوں یا چند روز کے لیے سہارنپور یا رائے پور کے خاص مجمع اور خاص ماحول میں جاکر نہ رہوں قلب اپنی حالت پر نہیں آتا (خاص مجمع اور خاص ماحول قابل لحاظ ہے۔ سہارنپور یا رائے پور دیوبند کے گرد ہیں مولوی الیاس صاحب کے قلب کی حالت کا اندازہ اسی سے لگا لیجیے۔ مصنف)

۲۔ فرمایا (مولوی الیاس نے) علما سے کہنا ہے کہ ان تبلیغی جماعتوں کی چلت پھرت اور محنت اور کوشش سے عوام میں دین کی صرف طلب اور قدر ہی پیدا کی جا سکتی ہے اور ان کو دین سیکھنے پر آمادہ ہی کیا جا سکتا ہے آگے دین کی تعلیم و تربیت کا کام علما اور صلحا کی توجہ فرمائی ہی سے ہو سکتا ہے اس لیے آپ حضرات کی توجہات کی بڑی ضرورت ہے (77)

ناظرین! مولوی الیاس صاحب کے نزدیک علما صلحا کون تھے؟ اور وہ دین کسے کہتے ہیں؟ اور ان لوگوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی توجہ سے کیا نتائج ہوں گے؟ میری یہ کتاب اس کا آئینہ ہے۔

”مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت“ کے چند اقتباسات:

۱۔ ربیع الاوّل ۴۴ھ میں آپ کی اور معتقدین کی درخواست اور خواہش پر علما و صلحا کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی میوات تشریف لائے، فیروز پور نمک میں تشریف آوری رہی بیان کیا جاتا ہے کہ انسانوں کا ایک جنگل تھا جو ان بزرگوں کی زیارت اور شوق ملاقات میں مجتمع تھا بہ کثرت لوگ بیعت میں داخل ہوئے (دیکھیئے یہ ہے فروغ دیوبندیت کے لیے۔ مصنف)

---

(77) ملفوظات مولانا الیاس ص:۶۰، ملفوظ نمبر ۸۵ /۱۴۱، ملفوظ نمبر ۲۱۲۔ جے ایم سی انڈیا پبلشرز نئی دہلی ۲۰۱۳۔

۲۔ آپ نے (مولوی الیاس) میواتیوں کو دیوبند سہارنپور ۔ رائے پور اور تھانہ بھون بھیجنا شروع کیا (نتیجہ سمجھ لیجئے جو گیا دیوبندی ہو کر آیا۔ مصنف)

۳۔ تھانہ بھون میں بھی اسی طرح ہوا جماعتیں تھانہ بھون کے ماحول اور آس پاس کام کرتی رہیں اطراف و اکناف سے آنے والے مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جماعتوں کی کارگزاری ان کے طرز و اصول اور ان برکات کا ذکر کرتے جو ان کے گشت و قیام سے ان مقامات میں نظر آنے لگے تھے۔ مولانا (اشرف علی) کو پہلے بڑا شبہ اس میں تھا کہ جب ان علما کو جنہوں نے آٹھ آٹھ دس دس سال مدرسوں میں تعلیم پائی تھی تبلیغ میں پوری کامیابی نہیں ہوتی بلکہ صدہا اور نئے فتنے کھڑے ہو جاتے ہیں تو یہ جاہل میواتی بغیر علم و تربیت کے اتنا نازک کام کیسے کریں گے ۔ مولانا کی محتاط اور دور رس طبیعت اس کی طرف سے غیر مطمئن تھی کہ کہیں اس طریقہ سے کوئی بڑا فتنہ نہ پیدا ہو لیکن ان میواتیوں کے عملی کام اور قرب و جوار کی متواتر خبروں اور تصدیق سے اور پھر ان کی آمد کے برکات کو خود ملاحظہ فرمانے سے آپ کو (اشرف علی) اس کا اطمینان ہوا ۔ چنانچہ ایک موقعہ پر جب مولانا محمد الیاس صاحب نے اس طرز کے متعلق کچھ گفتگو کرنی چاہی (مولوی اشرف علی سے) تو مولانا نے فرمایا کہ دلائل کی ضرورت نہیں دلائل تو کسی چیز کے ثبوت اور صداقت کے لیے پیش کیے جاتے ہیں میرا تو اطمینان عمل سے ہو چکا ہے اب کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں آپ نے تو ما شاء اللہ یاس کو آس سے بدل دیا۔ (78)

ناظرین کرام ! ان سطور سے ساری حقیقت کھل گئی کہ دیوبندی علما صرف اس وجہ سے ناکامیاب تھے کہ عوام اہل سنت انہیں وہابی جانتے تھے اور مولوی

---

(78) مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص: ۷۴، ۱۰۱، ۱۰۲، باب چہارم و پنجم، جے ایم سی انڈیا پبلشرز لمیٹیڈ ۲۰۱۴ء

اشرف علی کو عوام پر اثر قائم ہونے سے یاس و ناامیدی ہو گئی تھی اور الیاسی جماعت کے میواتیوں کی فریب کاریوں اور طمع سازیوں سے عوام پھنسے لہٰذا مولوی اشرف علی کی یاس آس سے بدل آگئی :

بدلی زاہد نے نئی پوشاک زور
کس قدر ہیں جامہ تزویر جمع

کتاب ''دینی دعوت'' میں ایک جگہ ہے :

ایک مرتبہ مولانا (مولوی الیاس) کے تقاضہ سے مدارس کے علما اور ارباب اہتمام بھی جمع ہوئے اور اس پر مشورہ کیا کہ ان کے مدارس اس کام میں کیا حصہ لے سکتے ہیں ۔ مولانا طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند، مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب ، مولانا محمد شفیع صاحب مہتمم مدرسہ عبد الرب دہلی ، مولانا حافظ عبد اللطیف صاحب ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور ، مولانا اعزاز علی صاحب استاد دار العلوم دیوبند اور شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نے اس مجلس مشاورت میں شرکت کی ، مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری نظام الدین تشریف لے آئے اور نظام الدین کی رونق دو بالا ہو گئی (79)

حضرات ناظرین ! جتنی عبارات ان کتابوں کی میں نے پیش کی ہیں وہ اس لیے کافی سے زیادہ ہیں کہ اس تحریک میں جتنی کوشش و جاں فشانی کی گئی وہ سب مذہب دیوبند کو فروغ دینے اور پھیلانے کے لیے تھی ۔

مولوی محمد الیاس مولوی اشرف علی تھانوی کی تعلیمات و تصانیف کو پھیلانا چاہتے تھے

مکاتیب میں ہے :

---

(79) بحوالہ سابق ص: ۱۲۶، باب ششم

''حضرت تھانوی کے لئے ایصال ثواب کا بہت اہتمام کیا جاوے۔ ہر طرح کی خیر سے ان کو ثواب پہونچایا جاوے کثرت سے قرآن شریف ختم کرائے جاویں یہ ضروری نہیں کہ سب اکٹھے ہو کر ہی پڑھیں بلکہ ہر ہر شخص کا تنہائی میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ تبلیغ میں نکلنے کا ثواب سب سے زیادہ ہے اس لئے اس صورت سے زیادہ پہونچاؤ۔

حضرت تھانوی سے متفق ہونے کے لیے کہ ان کی محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منتفع ہوا جاوے، ان کی کتابوں کے مطالعہ سے علم آوے گا اور ان کے آدمیوں سے عمل اس وقت یہ چند ضروری باتیں عرض کر دیں (80)

ملفوظات مولانا الیاس میں ہے:

ا۔ ''ایک بار فرمایا'' حضرت مولانا تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ ء تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی''

۲۔ ایک بار فرمایا حضرت مولانا تھانوی کے لوگوں کی مجھے بہت قدر ہے کیوں کہ وہ قریب العہد ہیں اسی وجہ سے تم میری باتیں جلد سمجھ جاتے ہو کہ مولانا کی باتیں سن چکے ہو او تازہ سنی ہوئی ہیں (یہاں مخاطبہ مولوی ظفر احمد تھانوی سے تھا۔ مصنف)

۳۔ چند روز پہلے حکیم الامۃ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تھا۔ حضرت ممدوح سے تعلق بیعت رکھنے والے ایک صاحب زیارت کے لیے تشریف لائے راقم سطور نے ان کا تعارف کرایا۔ اس پر حضرت نے فرمایا جن حضرات کا

---

(80) مکاتیب مولانا الیاس ص: ۱۳۷، بنام کارکنان میوات

حلقہ محبت و تعلق اتنا وسیع ہو جتنا کہ ہمارے حضرت تھانوی قدس سرہ کا تھا چاہیے کہ ان کی تعزیت عامہ کی فکر کی جائے میرا جی چاہتا ہے کہ اس وقت حضرت کے تمام تعلق رکھنے والوں کی تعزیت کی جائے اور خاص طور پر یہ مضمون آج کل پھیلایا جائے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق بڑھانے، حضرت کی برکات سے استفادہ کرنے اور ساتھ ہی حضرت کی ترقی درجات کی کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ ہوتا ہے کہ حضرت کی تعلیمات حقہ او ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے (81)

ناظرین کرام ! مولوی اشرفعلی معتقدات میں پکے وہابی تھے اور سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے گستاخی میں اپنے پیش رووں سے بھی آگے گئے ان کی تعلیمات و ہدایات ’’ حفظ الایمان ‘‘ ’’بہشتی زیور ‘‘ ’’اصلاح الرسوم‘‘ وغیرہ سے ظاہر ہیں جو سراسر خلاف اہل سنت اور مسائل وہابیت سے بھری ہوئی ہیں اور حفظ الایمان ہی پر علمائے حرمین شریفین نے ان کی تکفیر کی ہے ۔

یہ تحریک صرف کلمہ و نماز کی تحریک نہیں ہے بلکہ نماز و کلمہ ا، ب، ت ہے

ملفوظات مولانا الیاس ص : ۲۴ میں ہے :

۱۔ ’’ کلمہ اور نماز کی تلقین اور تعلیم گویا ہمارے پورے نصاب کی ا، ب، ت ہے

ناظرین ! یہاں ’’ ۲۴ ‘‘ خوب آیا جو لفظ وہابی کے اعداد کا مجموعہ ہے ۔

۲۔ ہماری اس تحریک کا اصل مقصد اس وقت بس دین کی طلب و قدر پیدا

---

(81) ملفوظات مولانا الیاس ص: ۴۶، ۴۷، ۵۵، جے ایم سی پبلشرز نئی دہلی ۲۰۱۳ء

کرنے کی کوشش کرنا ہے نہ کہ صرف کلمہ و نماز وغیرہ کی تصحیح و تلقین (82)

یہ تحریک جمیع ما جاء بہ النبی اور تمام امور دینیہ کو شامل ہے اور بہت گہری ہے

مکاتیب میں ہے ''بندہ ناچیز کے نزدیک یہ تبلیغ شریعت، طریقت، حقیقت تینوں کو علی الاتم جامع ہے (83)

ناظرین! دیوبندیوں کی شریعت، طریقت، حقیقت وہ ہے جو اہل سنت کے نزدیک خلاف قرآن و حدیث و ائمہ اہل سنت ہے۔

ملفوظات میں ہے:

''ہماری اس تحریک کا اصل مقصد ہے مسلمانوں کو جمیع ما جاء بہ النبی سکھانا یعنی اسلام کے پورے علمی و عملی نظام سے امت کو وابستہ کر دینا۔

دوسری جگہ ہے:

''بعض حضرات کو ہماری اس دعوت ایمان کی گہرائیاں معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اس سے لگاؤ نہیں ہے اور اس کے بجائے دین کے بعض ان احکام و مسائل کی ترویج کی کوشش کو زیادہ اہم سمجھتے ہیں جن میں مسلمانوں سے کوتاہیاں ہو رہی ہیں (84)

معلوم ہوا کہ ان کی ابتدائی جماعتیں جو مدعی ہیں کہ ہم کسی کے معتقدات سے تعرض نہیں کرتے یہ صرف ہاتھی کے دکھانے والے دانت ہیں۔

---

(82) بحوالہ سابق ص: ۲۶، ۶۲

(83) مکاتیب ص: ٦٦، مکتوب نمبر ۱۸

(84) ملفوظات مولانا الیاس ص: ۲۶، ٦٦

مکاتیب میں ہے :

’’اپنے ساس سسر والے گاؤں میں تبلیغ کے لیے جماعتیں بھیجنے کی کوشش کریں ، خود ان کو براہ راست خطاب کرنا جبکہ خطاب کی نا قدری شروع کر دی ہے ٹھیک نہیں ، ہمیشہ آدمی ماحول کا اثر لیا کرتا ہے اس لیے زیادہ تر کوشش عام ہوا کے بدلنے میں رکھنی چاہیے‘‘

دوسری جگہ ہے :

’’موسیٰ خاں کے متعلق میں نے بھی کوشش کی اور معلوم ہوا کہ تمھارے والد نے بھی کوشش کی لہٰذا اس کے متعلق بھی وہی بات ہے جو تمھارے ساس سسر کے متعلق ہے عام ہوا کے بدلنے کی کوشش کرو اور اس کی طبیعت کی پرواز کا اندازہ کرتے رہو اور پھر خطاب کرو ان شاء اللہ فائدہ ہوگا (85)

مولوی الیاس کی تحریک نجدیوں میں مقبول ہے :

کتاب دین دعوت میں ہے :

(در حالات آخری حج مولوی الیاس) حجاز کے بعض سر بر آوردہ ہندوستانی تجار سے گفتگو ہوئی پہلے وہ مولانا کی تقریر سے کچھ چونکے مگر دو بارہ بات چیت کرنے پر بہت حد تک آمادہ ہو گئے ان کی اور سب کی رائے ہوئی کہ پہلے سلطان سے اجازت حاصل کی جائے ، چنانچہ قرار پایا کہ پہلے اغراض و مقاصد کو عربی میں قلمبند کر لیا جائے پھر سلطان کے سامنے پیش کیا جائے ، مولانا احتشام الحسن ، عبد اللہ بن حسن ، شیخ الاسلام اور شیخ ابن بلیہد سے اپنے طور پر ملے ، دو ہفتہ کے بعد ۱۴ مارچ سنہ ۳۸ء کو مولانا حاجی عبد اللہ دہلوی ، عبد الرحمٰن مظہر ، شیخ المطوفین اور مولوی احتشام الحسن صاحب کی معیت میں سلطان کی ملاقات کے لیے

---

(85) مکاتیب، بنام میاں جی عیسیٰ ص: ۹۶۔

تشریف لے گئے ، جلالتہ الملک نے بہت اعزاز کے ساتھ مسند سے اتر کر استقبال کیا اور اپنے قریب ہی معزز ہندی مہمانوں کو بٹھایا ، ان حضرات نے تبلیغ کا معروضہ پیش کیا جس پر سلطان نے تقریبًا چالیس منٹ تک توحید و کتاب و سنت اور اتباع شریعت پر مبسوط تقریر کی اس کے بعد بہت اعزاز کے ساھ مسند سے اتر کر رخصت کیا ، اگلے روز سلطان نے نجد کا قصد کیا اور ریاض کے لیے روانہ ہو گئے ، مولوی احتشام صاحب ان کے یہاں خود بھی گئے انہوں نے بہت اعزاز و اکرام کیا اور ہر بات کی خوب تائید کی اور زبانی پوری ہمدردی و اعانت کا وعدہ کیا لیکن اجازت کو نائب عام امیر فیصل کے مشورہ پر محمول کیا (86)

اسی کتاب میں ہے :

’’ ۲۵ صفر سنہ ۵۷ ھ کو مکہ معظمہ سے موٹر پر روانہ ہو کر ۲۷ / کی صبح کو مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں بھی تبلیغی سعی شروع ہوئی معلوم ہوا کہ امیر مدینہ کو اجازت دینے کا کوئی اختیار نہیں وہ کاغذات مکہ مکرمہ بھیج دیں گے وہاں سے جیسا حکم آئے گا تعمیل کی جائے گی ۔ مولانا مولوی سید محمود صاحب اور مولوی احتشام الحسن صاحب کی معیت میں امیر مدینہ سے ملے اور ان سے اپنے مقصد کا بھی اظہار کیا جس کو انہوں نے پسند فرمایا اور زبانی کافی تحسین کی انفرادی طور پر مختلف قسم کے لوگوں سے گفتگو کی اور مذاکرے رہے اس مقصد کو لے کر دد مرتبہ قبا بھی جانا ہوا وہاں ایک اجتماع میں مولانا نے تقریر بھی فرمائی چند آدمی آمادہ بھی ہوئے دو مرتبہ اسی مقصد کے لیے احد بھی جانا ہوا ایک اجتماع میں مولوی نور محمد اور مولوی یوسف صاحب نے عربی میں اظہار خیال بھی کیا اور لوگوں نے ترحیب و تحسین کی ۔ بدوؤں سے بھی بات چیت ہوئی بچوں کے کلمہ بھی سنے جاتے تھے اور رباط

---

(86) مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص: ۸۹

میں بھی جانا ہوتا تھا کام کی طرف سے کبھی امید پیدا ہوتی تھی کبھی ناامیدی لیکن اس سفر سے اس قدر اندازہ ہوگیا کہ ہندوستان کے مقابلہ میں عرب میں تبلیغ کی زیادہ ضرورت ہے (87)

ناظرین! سلطان ابن سعود، ابن بلیھد، عبداللہ بن حسن، شیخ الاسلام جس مذہب و عقیدے کے لوگ ہیں آپ سے چھپا ہوا نہیں یہ لوگ جس تبلیغ کی اجازت دے سکتے ہیں اور جس مضمون پر مرحبا کہہ سکتے ہیں سلطان نے جس توحید و کتاب و سنت اور اتباع شریعت کا وعظ کہا ہوگا یہ باتیں کسی صحیح العقیدہ سنی سے پوشیدہ نہیں رہ سکتیں مصنف ''دینی دعوت'' نے غالباً اس خیال سے کہ سنی بھڑک نہ جائیں نہ معروضہ کی نقل دی نہ اغراض و مقاصد لکھے نہ وعظ سلطان کا خلاصہ لکھا حالانکہ بعض غیر ضروری باتیں اور ذرا ذرا سے جزئیات لکھے۔

راقم سطور خود ۱۳۶۸ھ میں زیارت و حج سے بحمد اللہ تعالیٰ مشرف ہوا، جس وقت میرا قافلہ دہلی اسٹیشن پر ٹرین تبدیل کرنے کو اترا فوراً ہی مولوی صورت آگئے اور بات کرنا چاہی میں نے کہا مستورات و سامان کو پہلے ٹھکانے سے رکھوانے دیجیے پھر بات کی جائے گی، خلاصہ یہ کہ انہوں نے کہا ہم لوگ مبلغ ہیں ہمارے امیر مولوی یوسف ہیں جو دہلی (حضرت) نظام الدین میں رہتے ہیں ہماری خواہش ہے کہ آپ اس سفر میں ہمارے کام بھی کرتے چلیں موٹر موجود ہے آپ چل کر امیر سے ملیں اور اصول و طریقہ تبلیغ معلوم کرلیں میں نے کہا نہ مجھے آپ کا شریک ہونا ہے نہ جانے کی ضرورت ہے چند منٹ گفتگو کے بعد جب انہیں یقین ہوگیا کہ میں ان کا ہم خیال نہیں ہو سکتا اور میرے ان کے خیالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے چلتے بنے۔ ہمارا قافلہ جو بحمد اللہ تعالیٰ بائیس نفر پر مشتمل تھا

---

(87) بحوالہ سابق ص: ۹۰/۹۱، باب چہارم

۱۳ شعبان ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۱ جون ۱۹۴۹ء جہاز رضوانی پر سوار ہوا چھ سات تبلیغی بھی دیکھے جن میں بعض تو ناواقف حجاج کا ممبئی میں معلمین مکہ سے جو بغرض تلاش حجاج ممبئی آ جاتے ہیں سودا کرتے ہیں بعض ہنگامی سوداگر تھے جنہوں نے موسم حج میں وہاں کتابوں تسبیحوں وغیرہ کی دوکانیں رکھ لی تھیں ۶ رمضان المبارک کو ہم لوگوں کا قافلہ بعد نماز عشا مدینہ منورہ کو روانہ ہو رہا تھا بعد عصر حرم شریف میں حاجی رحیم بخش صاحب نے جو میرے ہمراہیوں میں تھے کسی سے کہا کہ'' آج ہم بعد عشا مدینہ منورہ جا رہے ہیں'' اس پر مبلغ نے اپنے لوگوں سے انہیں سناتے ہوئے کہا کہ معاذ اللہ یہ بھی شیطان کا وسوسہ ہے کہ ایک لاکھ کا ثواب چھوڑ کر پچاس ہزار کو جا رہے ہیں، حاجی صاحب موصوف نے بھی انہیں سناتے ہوئے اپنے مخاطبین سے کہا اور بڑا معقول جواب دیا کہ'' ہم تو سمجھتے تھے کہ ہم شیطان کو سمندر پار چھوڑ آئے مگر معلوم ہوا کہ شیطان ساتھ ہی آیا'' اس پر سب بہت چراغ پا ہوئے اور دھمکیاں دیں کہ ہم حکومت سے سزا کروائیں گے تم نے ایک مولوی کی توہین کی یہ کہتے ہوئے وہاں سے دفع ہو گئے واپسی میں اسلامی جہاز پر وہ صاحب بھی موجود تھے ایک روز میں حاجی معین اللہ اپنے ہمراہی کے بستر پر بیٹھا ہوا تھا اتفاق سے وہ صاحب ادھر سے نکلے مجھے بتایا گیا کہ یہی صاحب شیطانی وسوسہ والے ہیں میں نے انہیں اپنے پاس بلا لیا ایک لاکھ اور پچاس ہزار پر گفتگو چھڑ گئی چند منٹ بعد عاجز آ کر کہنے لگے میں دہلی سے آپ کو تحریری جواب دوں گا میں نے اپنا پتہ نوٹ کرایا کہ ضرور جواب دیجیے اس سال کے آخر میں ذی الحجہ کو چار سال ہو جائیں گے ابھی تک منتظر جواب ہوں اگر میری یہ کتاب انہیں مل جائے تو اسے تقاضہ جواب سمجھیں اور جواب دینے کی پھر کوشش کریں۔ ایسے جاہل لوگ اس گروہ میں تھے صبح کو یہ مدینہ منورہ کے آس پاس نکل جاتے دوپہر کو لوٹتے، میں

باب مجیدی کے سامنے اصطفیٰ منزل میں اوپر کے کمرہ میں مقیم تھا نیچے ان لوگوں کے دو ساتھی رہتے تھے وہاں بیٹھ کر اپنے کارنامے بایں الفاظ بتاتے ''آج ہم نے اتنے بدو مسلمان کیے انہیں کلمہ پڑھایا'' مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں کسی سنی کو تقریر کی اجازت نہیں مگر یہ لوگ نماز کے بعد اردو کتابیں لے کر جابجا حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور مجمع کر لیتے اور وعظ و تقریر کرتے اور پولیس حرم میں سے کوئی ان سے تعرض نہ کرتا۔ میرے ہمراہیوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مصری حاجی جو بگمان غالب سنی ہوں گے حرم شریف مدینہ منورہ میں تقریر کرنے کھڑے ہو گئے پہلے پولیس حرم کے سپاہیوں نے انہیں منع کیا جب نا مانے تو دوران تقریر سے وہ سپاہی زبردستی پکڑ لے گئے معلوم نہیں کیا حشر ہوا مگر ان تبلیغیوں میں سے کسی سے سپاہیوں کو تعرض کرتے نہ دیکھا گیا۔

لطیفہ:

حضرت مولانا جمال خان صاحب جو ناگڑھی مہاجر مدنی جو مخلص سنی ہیں انہوں نے مجھ سے بیان فرمایا کہ ایک روز میں حرم شریف میں نماز پڑھ رہا تھا اسی کے قریب چند مبلغ ایک بدو کو گھیرے بیٹھے تھے اور اس سے الحمد شریف پڑھوا رہے تھے وہ ''ملکِ یوم الدین'' پڑھتا تھا یہ ''مالک یوم الدین'' کہلوانے پر مصر تھے وہ عربی میں بتاتا تھا کہ ہماری قرات یہی ہے یہ اس کی بات سمجھنے سے قاصر تھے مولانا فرماتے ہیں کہ مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے اس سے کہا کہ کمبختو! تم دو دو پیسے کی کتابیں لے کر یہاں گہوارہء اسلام میں تبلیغ کے لیے آئے ہو اور اس سے جاہل ہو کہ کلام مجید کی کتنی قراتیں ہیں اور یہ بدو اپنی قرات کے مطابق صحیح پڑھ رہا ہے۔

روح فرسا واقعہ:

سب سے زیادہ تکلیف دہ میں نے دو باتیں دیکھیں، ان تبلیغیوں کا ایک مبلغ جو جہاز رضوانی میں ساتھ تھا جب مواجہ اقدس سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا تو اپنی پھٹی جوتیاں بغل میں دبا لیتا کپڑے میں بھی نہ لپیٹتا۔ حالانکہ حرم شریف کے پانچوں دروازوں پر بواب تشریف رکھتے ہیں اور ان کی خدمت یہی ہے کہ وہ حاضرین کی جوتیاں رکھتے ہیں اور اس کا کوئی معاوضہ نہیں طلب فرماتے اور دیا جائے تو نہیں لیتے ہاں مدینہ منورہ سے رخصت کے وقت جو کچھ پیش کیا جائے بخوشی قبول کر لیتے ہیں مگر یہ کم بخت اپنی پھٹی جوتیاں بغل میں داب کر کھڑا ہوتا اور کوئی سپاہی منع نہ کرتا، چونکہ نماز ظہر نجدی آفتاب کے نقطہ زوال پر پہونچتے ہی پڑھتے ہیں لہٰذا بعد نماز اکثر عرب نجدی اور بعض ہندوستانی جو غالبًا غیر مقلد یا دیوبندی ہوں گے روض الجنۃ میں منبر شریف کی طرف سر اور روضہ اقدس کی طرف پاؤں کر کے لیٹ جاتے اور سو جاتے فالی اللہ المشتکیٰ و جزاھم اللہ تعالیٰ بقدر افسادھم فی الدین

مولوی الیاس کا اپنی جماعت کو تعلیم تقیہ و فریب:

مکاتیب میں ہے:

”ضروری اہم بات یہ ہے کہ میرے احباب اپنی خصوصی کوشش اور اصل سعی اور اپنے خیالات اور قلوب کی توجہ کا رخ اپنے ان اصول کی نہایت پابندی کے ماتحت تبلیغ کے فروغ دینے ہی میں مشغول رکھیں یہ نیا کھڑا ہونے والا فتنہ (مناظرے جن کا اس زمانہ میں میوات میں سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ حاشیہ ابو الحسن مبلغ) ان شاء اللہ اس رویہ سے خود بخود فرو ہو گا ورنہ بہت خطرہ ہے کہ طبائع کی چھیڑ چھاڑ کے ساتھ خود طبعی مناسبت ہونے کی وجہ سے خدانخواستہ کہیں ضعیف نہ ہو جائے تجربہ ہے کہ مناظروں کے نتائج ہمیشہ برے رہے ہیں البتہ سب

کی رائے کہیں صریح منکرات دلائل کے مطالبہ پر ہو جائے تو کبھی کبھی ان دلائل میں قوت اور زور کے ساتھ مطالبہ کر لینے میں مضائقہ نہیں۔ ورنہ میرے خیال میں تو وہی بات ہے کہ تمام ملک کی جامعوں میں اور مجامع میں اس مضمون کی اشاعت کا اہتمام کر لیا جاوے کہ جو قوم کلمہ طیبہ اور نماز کے اندر کی چیزوں کی تصحیح اور کلمہ شہادت کے مضمون پر اب تک پوری طرح مطلع نہ ہوئی جو اسلام کی بنیادی چیز ہے تو بنیادی چیز کو چھوڑ کر اوپر کی چیز میں مشغول ہونا سخت غلطی ہے، اوپر کی چیز بغیر بنیادی چیز کے صحیح ہوئے درست نہیں ہوا کرتی۔ دیگر ہر جگہ عموماً ان کے مجمع اور اجتماع والے گاؤں میں اور اس کے ماحول میں اپنے ماحول میں اپنے اصول کی نہایت پابندی کے ساتھ تبلیغی فروغ میں بہت زیادہ کوشش کو بڑھا دو۔ جہاں تک ہو سکے چھیڑ چھاڑ سے بہت بچتے ہوئے پھر بھی کہیں ضرورت پڑ جاوے تو دلائل کے مطالبہ سے ہرگز کمی اور دریغ نہ کرو مگر حریفوں کی اسلامی حرمت کو ہاتھ سے نا جانے دو بہر حال اخیر مضمون کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کے ساتھ سخت گیری کرنے پر ان کے ہمیشہ کو نکل جانے کا خیال ہو تو منع نہیں کرتا (88)۔

ملفوظات میں ہے:

”فرمایا لوگوں کو دین کی طرف لانے اور دین کے کام میں لگانے کی تدابیر سوچا کرو (جیسے دنیا والے اپنے دنیوی مقاصد کے لیے تدبیریں سوچتے رہتے ہیں) اور جس کو جس طرح سے متوجہ کر سکتے ہو اس کے ساتھ اسی راستہ سے کوشش کرو (89)۔

دینی دعوت میں ہے:

---

(88) مکاتیب مولانا الیاس ص: ۱۱۱/۱۱۲۔ کارکنوں اور دوستوں کے نام

(89) ملفوظات مولانا الیاس ص: ۸۱ ملفوظ نمبر ۱۲۱

''ان اختلافات کو زائل کرنے کا طریقہ لوگوں نے صرف مناظرہ و مباحثہ ، دوسرے کے مسلک کی تردید اور اپنے مسلک کا اثبات اور دلائل براہین کو سمجھا لیکن تجربہ سے معلوم ہو گیا کہ اس سے اختلافات دور نہیں ہوتے بلکہ اور بڑھتے ہیں۔ ضد اور عناد پیدا ہوتا ہے اور وحشت میں ترقی ہوتی ہے۔ مولانا کے نزدیک اس کا طریقہ یہ تھا کہ اخلاق و اکرام سے ان کے ذہن کی گرہیں کھولی جائیں اور دل کے شکن اور سلوٹیں دور کئے جائیں۔ تعلق پیدا کیا جائے اور مانوس کیا جائے ایک دوسرے کو قریب سے دیکھنے اور برتنے سے غلط فہمیاں خود بخود رفع ہو جائیں گی۔ ان کے دین کے صحیح اور اصولی کام میں لگ جانے اور اختلاط صحبت سے اختلافات میں اعتدال پیدا ہو جائے گا اور افراط و تفریط باقی نہ رہے گی (90)'

مکاتیب میں ایک جگہ ہے :

''اور آپ لوگ خوب یقین فرما لیجیے کہ ہماری تحریک اور اسلامی تبلیغ نہ کسی کی دل آزاری پسند کرتی ہے اور نہ کسی فتنہ و فساد کے الفاظ سننا چاہتی ہے، آپ لوگوں نے بدظنی کے لفظ سے بعض جگہ کے لوگوں کو یاد کیا ہے آئندہ سے ایسے الفاظ سے احتراز چاہیے جو اشتعال انگیز فتنہ خیز ہوں، بلکہ اس قسم کے مبہم الفاظ لکھنے چاہیے جس سے کسی خاص فرقہ یا جماعت پر طعن نہ ہو مثلا بعض جگہ کے لوگ اب تک شبہات اور شکوک میں پڑے ہوئے ہیں۔''

''بہر کیف تحریر و تقریر میں نہ ایسے الفاظ نکلیں جن سے اندیشہ و خطرہ ہو فساد کا اور نہ ایسے خیالات کا اظہار ہو جن سے بدگمانی و بدظنی بڑھے سارے مسلمان اپنے ہی بھائی ہیں جب نرمی اور طریقہ سے لایا جائے گا تو خود ہی حق پر آ

---

(90) حضرت مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص: ۱۲۴، باب ششم

جائیں گے (91)

ناظرین کرام! یہ عبارات کسی شرح کی محتاج نہیں اور کھلے طور پر بتا رہی ہیں کہ محمد الیاس کی ہر مبلغ کو ہدایت یہ ہے کہ بلا اظہار مخالفت مذہبی سنیوں کو اپنے قبضہ میں بہلا پھسلا کر لاؤ تاکہ جس سانچے میں چاہو ڈھال سکو۔

دراز دستی ایں کوتہ آستیناں بیں

مولوی الیاس کی گستاخی:

ملفوظات میں ہے:

''ایک بار فرمایا (محمد الیاس نے) کہ خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے بعض لوگوں کو خواب میں ایسی ترقی ہوتی ہے کہ ریاضت و مجاہدہ سے نہیں ہوتی کیوں کہ ان کو خواب میں علوم صحیحہ القا ہوتے ہیں جو نبوت کا حصہ ہے، پھر ترقی کیوں نہ ہوگی علم سے معرفت بڑھتی ہے اور معرفت سے قرب بڑھتا ہے اسی لئے ارشاد ہے '' قل رب زدنی علماً '' پھر فرمایا آج کل خواب میں مجھ پر علوم صحیحہ کا القا ہوتا ہے، اسی لیے کوشش کرو کہ مجھے نیند زیادہ آئے (خشکی کی وجہ سے نیند کم ہونے لگی تھی تو میں نے حکیم صاحب اور ڈاکٹر کے مشورہ سے سر میں تیل کی مالش کرائی جس سے نیند میں ترقی ہوگئی) آپ نے فرمایا کہ اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا اللہ تعالیٰ کا ارشاد کنتم خیر امت اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ '' کی تفسیر یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیا علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو (92)

---

(91) مکاتیب مولانا الیاس ص: ۱۴۲/۱۴۳، مکتوب نمبر ۵۔ بنام کارکنان میوات

(92) ملفوظات مولانا الیاس ص: ۴۱، ملفوظ نمبر ۵۰

مکاتیب میں ہے:

''اگر حق تعالیٰ کسی کام کو نہیں لینا چاہتے ہیں تو چاہے انبیا بھی کتنی ہی کوشش کر لیں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیا سے بھی نہ ہو سکے''

اسی کتاب میں ایک جگہ ہے:

''مکرم و محترم سیدی و سید عالم'' (93)

ناظرین کرام! اکابر وہابیہ ہمیشہ نبوت کی فکر میں لگے رہے، ابو الوہابیہ ہندوستان مولوی اسمٰعیل دہلوی نے '' صراط مستقیم'' میں طریق راہ نبوت کی تعلیم دی، اسی کتاب میں اپنے پیر سید احمد کو بہت سے کمالات میں مماثل سرکار رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بتایا حتیٰ کہ سید احمد کی جہالت کو معاذ اللہ مشابہ امیت حضور صلی اللہ علیہ سلم قرار دیا (94) ہر ایمان دار مسلمان جانتا ہے کہ ''امی'' ہونا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا معجزہ تھا۔ اور دوسرے میں نقص و عیب ہے، عیب کو مشابہ کمال نبوت کون مسلمان کہہ سکتا ہے اسی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تصور نماز میں آنے کو معاذ اللہ بدتر گاؤ خر کے تصور سے لکھا (95) اور پیر کے خیال میں مستغرق ہونے کو یہاں تک بڑھایا کہ اکابر میں بے نام کسی کی طرف

---

(93) مکاتیب مولانا الیاس ص: ۱۰۷، کارکنوں اور دوستوں کے نام۔ ایضاص: ۶۷، بنام ابوالحسن ندوی۔

(94) چنانچہ ایک جگہ لکھا:

'' آپ کی ذات والا صفات ابتدائے فطرت سے رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی کمال مشابہت پر پیدا کی گئی تھی اس لیے آپ کی لوح فطرت علوم رسمیہ کے نقش اور تحریر و تقریر کے دانشمندوں کی راہ و روش سے خالی تھی۔ دیکھیں صراط مستقیم ص: ۵/۴، زکریا بک ڈپو ۱۹۹۸ء

(95) بحوالہ سابق ص: ۱۱۲/۱۱۳،

نسبت کر کے لکھا کہ :

”اگر حق جل و علا در غیر کسوت مرشد من تجلی فرماید ہر آئینہ مرا باد التفات در کار نیست“ یعنی اللہ تعالیٰ میرے پیر کی صورت کے علاوہ اگر مجھ پر تجلی فرمائے تو مجھے اس طرف التفات بھی نہ ہو(96)

یہ بزرگوار بھی ” ذو وجہین “ تھے تقویۃ الایمان میں جو چیزیں کفر و شرک لکھیں صراط مستقیم میں بعض ایمان میں داخل ہوگئیں(97) حدیث صحیح ہے :

” تجدون شر الناس یوم القیامة ذالوجهین یاتی هؤلاء بوجه و هؤلاء بوجه“

یعنی پاؤ گے تم قیامت میں سب لوگوں سے برا اور خوار دو منہا کہیں کچھ کہے اور کہیں کچھ(98) ابو الدیوبندیہ مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر

---

(96)بحوالہ سابق ص: ۱۵

(97)نہ صرف اسمٰعیل دہلوی بلکہ دیوبندی مکتب فکر کا پورا لاؤ لشکر اور سارا کا سارا لٹریچر اسی دو رنگی سے بھرا پڑا ہے جسے حضرت علامہ ارشد القادری صاحب نے اپنی کتاب ” زلزلہ “ میں بڑے حسین پیرایہ ءبیان میں طشت از بام کیا ہے، اور دیوبندی علما کی اس دو رنگی کو اس طرح بے نقاب کیا کہ مولانا عامر عثمانی صاحب جو عقیدے کے اعتبار سے دیوبندی تھے وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ: ”ہمارے نزدیک (اس دو رنگی سے) جان چھڑانے کی ایک ہی راہ یہ ہے کہ یا تو تقویۃ الایمان اور فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ امدادیہ اور بہشتی زیور اور حفظ الایمان جیسی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ دے دی جائے اور صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن و سنت کے خلاف ہیں اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد ارواح ثلاثہ اور سوانح قاسمی اور اشرف السوانح جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چاہیے یا پھر مؤخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو محض قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں جو رطب و یابس سے بھری ہوئی ہیں اور ہمارے صحیح عقائد وہی ہیں جو اول الذکر کتابوں میں مندرج ہیں“ ۔ زلزلہ ص: ۲۳/۲۴ مکتبہ جام نور

(98)یہ حدیث پاک بخاری شریف میں متعدّد مقامات پر مختلف الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہے تفصیل کے لیے دیکھیں: بخاری شریف، کتاب الادب، باب ما قیل فی ذی الوجہین ۔ ایضًا، کتاب الاحکام، باب مایکرہ من ثناء السلطان ۔ ایضًا، کتاب المناقب، باب المناقب و قول اللہ تعالیٰ یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر و انثٰی ۔ عابد چشتی

الناس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم المرسلین زمانی ہونے سے انکار کر کے نبوت جدید کا دروازہ کھولا ۔ مولوی امیر حسن سہسوانی نے سات مثل حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام صفات کمالیہ میں موجود مان کر مدعیان کاذبہ کا راستہ صاف کر دیا(99) مولوی اشرفعلی تھانوی کے مرید نے خواب میں کلمہ ”لا الٰہ الا اللہ (معاذ اللہ) اشرفعلی رسول اللہ “ پڑھا جاگنے پر سمجھتا ہے کہ میں نے غلط پڑھا مگر زبان پر وہی الفاظ جاری رہے اشرفعلی کو خود لکھا وہ جواب میں لکھتے ہیں کہ اس میں تسلی ہے کہ تمھارا پیر متبع سنت ہے (100) حالانکہ ایمان دار یہ لکھتا ہے کہ جاگنے میں تو نے کفر بکا لہٰذا تجدید ایمان و تجدید نکاح کر ۔ مولوی الیاس کو بھی اپنے اکابر کی دیکھا دیکھی ہوس ہوئی اور تفسیر آیۃ کریمہ القا ہو گئی کہ معاذ اللہ ” تم مثل انبیا علیہم السلام کے لوگوں کے لیے ظاہر کئے گئے ہو “ ۔ دوسری عبارت خلاف شان نبوت اور طرز ادا گستاخانہ ہے ۔ تیسری عبارت میں لفظ ” سید عالم “ ابوالحسن مسترشد کے لیے نہایت خلاف واقعہ اور شان اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں گستاخی ہے ۔

محمد الیاس کی یہ تحریک سراسر فریب ہے مقصود فضا کو بدلنا اور اپنے

---

(99) مولوی امیر حسن سہسوانی نے سب سے پہلے ” فتنۂ شش مثل “ کی بنیاد رکھی تھی یعنی یہ کہ زمین کے ہر طبقہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مثل موجود ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب صدر مجلس علمائے اہل سنت حافظ بخاری حضرت علامہ خواجہ سید عبد الصمد چشتی رضی اللہ عنہ مدرسہ قادریہ بدایوں میں زیر تعلیم تھے مگر اس فتنہ کی خبر ہوتے ہی آپ اس کی تردید میں لگ گئے اور تحریر و تقریر نیز مناظرہ و مباحثہ کے ذریعہ اس انداز میں اس عقیدے کے خلاف مہم چلائی کہ آج یہ عقیدہ اپنے موجد کی طرح ہمیشہ کے لیے صفحۂ ہستی سے مٹ گیا اور آپ کی وجہ سے امت ایک عظیم گمراہی سے محفوظ ہو گئی۔ تفصیل کے لیے آپ ہی کی تصنیف ” رسول بے نظیر “ کا مطالعہ کریں۔ عابد چشتی

(100) رسالہ الامداد، ماہ صفر ۱۳۳۵ھ ص: ۳۵

مذہب کو فروغ دینا ہے:

دینی دعوت میں ہے:

’’مولانا نے جس مبارک ماحول میں ابھی تک پرورش پائی تھی وہاں کی دینی غیرت و حمیت، عشق سنت اور جذبہء حفاظت شریعت اس کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ کسی منکر کو زندہ رہنے کی فرصت دی جائے اور کسی چھوٹے سے چھوٹے معروف کی ترویج میں بھی انتظار و تاخیر سے کام لیا جائے اور حق یہ ہے کہ اسی دینی تصلب اور استقامت ہی کا نتیجہ ہے کہ اس دینی حلقہ کے اندر بیسیوں معروفات کا رواج ہو گیا۔ بیسیوں منکرات دب گئے اور متعدّد مردہ سنتیں ان حضرات کی جدو جہد اور قربانیوں سے زندہ ہوگئیں فجزاھم اللہ عن الاسلام خیر الجزاء۔ یہ حمیت دین اور یہ عشق سنت مولانا کے خمیر میں تھا اور اس ماحول میں اس کی مزید پرورش اور استحکام ہوا۔ مگر اس ماحول سے بالکل مختلف اللہ تعالیٰ نے مولانا کی بصیرت پر یہ نکتہ منکشف فرمایا کہ منکرات کے مٹانے کا یہ طریقہ نہیں کہ ایک ایک منکر کے مٹانے کے درپے ہوا جائے، ایک منکر کے مٹانے کے لیے بعض اوقات عمریں گذر جاتی ہیں اور وہ پھر بھی نہیں مٹتا، اگر وہ مٹ بھی جاتا ہے تو وہ صرف ایک مقامی اصلاح ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات ایک دوسرا منکر پیدا ہو جاتا ہے دنیا میں اس وقت صدہا منکرات ہیں عمریں ختم ہو جائیں تو بھی وہ سب نہیں مٹ سکتے۔ مولانا کے نزدیک صحیح طریقہ یہ تھا کہ ان منکرات سے بحالات موجودہ براہ راست تعرض نہ کیا جائے بلکہ ایمانی شعور اور دینی احساس کو بیدار کیا جائے اور معروفات کی تکثیر و ترویج کی جائے۔ مولانا مقامی و جزئی اصلاح کے قائل نہ تھے وہ فرماتے تھے کہ دور سے فضا بدلتے اور معروفات پھیلاتے ہوئے آؤ، یہ منکرات آپ اپنی جگہ پر بغیر کسی جھگڑے کے مضمحل ہو جائیں گے معروفات کو جتنا فروغ ہوگا منکرات کو

زوال ہو گا (101)

ناظرین کرام! یہ عبارت محتاج شرح نہیں اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ مبلغین کو بتایا گیا ہے کہ بظاہر کسی کے مذہب و عقیدے سے تعرض نہ کریں بلکہ اپنا گرویدہ کر کے عام ہوا بدلنے کی کوشش کریں۔ گویا عوام کے پھانسنے کو جال کے طور پر کلمہ و نماز کو پیش کرتے ہیں تاکہ کوئی مسلمان انکار نہ کر سکے اور مانوس ہو کر آسانی سے پھنس جائے۔

تلک عشرۃ کاملۃ:

یہ وہ دس حقائق ہیں جن سے کوئی مبلغ انکار نہیں کر سکتا کہ مدار تحریک جو کتابیں ہیں ان کے اقتباسات ہیں۔ اب ہم چند احادیث مقدسہ نقل کرتے ہیں جو بطور اخبار بالغیب فرق مبتدعہ کے بارے میں ارشاد فرمائی گئیں ہیں سب سے پہلے وہ حدیث پیش کریں جو رحمت مجسم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے (جنہیں اللہ و ما ارسلنك الا رحمة للعالمين سے خطاب فرمائے اور اپنی تمام مخلوق کے لیے رحمت بتائے اور خود حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرمائیں انما انا رحمة مھداة نہیں ہوں میں مگر ہدیہء رحمت۔ مصنف) خطہء نجد کے لیے ارشاد فرمائی۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

قال النبی صلی اللہ علیہ و سلم اللّٰھم بارك لنا فی شامنا اللّٰھم بارك لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ و فی نجدنا قال اللّٰھم بارك لنا فی شامنا اللّٰھم بارك لنا فی یمننا، قالوا یا رسول اللہ و فی نجدنا فاظنه قال فی الثلثة هناك الزلازل و الفتن و بها یطلع قرن الشیطان (102)

یعنی فرمایا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ دعا فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نے اے اللہ برکت عطا فرما ہمارے شام میں اے اللہ برکت عطا فرما ہمارے یمن میں،

---

(101) مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص: ۲۲۷/۲۲۸، باب ہشتم

(102) مشکوٰۃ شریف، باب ذکر الیمن والشام ص: ۵۸۲، مجلس برکات ۲۰۰۲ء

حاضرین نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں یا رسول اللہ، فرمایا اے اللہ برکت عطا فرما ہمارے شام میں اے اللہ برکت عطا فرما ہمارے یمن میں، حاضرین نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں یعنی اس کے لیے بھی دعائے برکت فرمائیے حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ تین مرتبہ یوں ہی عرض کیا گیا یعنی دو مرتبہ پر حضور نے اعراض فرمایا اور نجد کے لیے دعا نہ فرمائی تیسری مرتبہ عرض کرنے پر ارشاد فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے شیطان کا گروہ نکلے گا۔

خیال فرمائیے کہ رحمۃ اللعالمین جس خطہ کو مبغوض رکھیں اور دعائے برکت سے اعراض فرمائیں کیا اس سے کوئی مسلمان صحیح الایمان یہ امید رکھ سکتا ہے کہ وہاں سے مسلمانوں کے لیے کسی بھلائی اور کسی امر خیر کا شیوع ہو۔ بلکہ مطابق ارشاد شریف یہ ازلی محروم خطہ ہمیشہ فتنوں کا مخزن اور گروہ شیاطین کا ماویٰ ہو گا۔ چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عبدالوہاب کا جن سے مذہب وہابیہ کا شیوع ہوا ایں الفاظ ذکر فرمایا:

خرجوا من نجد و تغلبوا علیٰ الحرمین و کانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لٰكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون ، من خالف اعتقادهم مشركون، و استباحوا بذلك قتل اهل السنة و علمائهم (103)

یعنی متبعین عبد الوہاب نکلے نجد سے اور غلبہ حاصل کر لیا حرمین پر اور وہ اپنے آپ کو حنبلیوں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ لیکن ان کا اعتقاد تھا کہ صرف وہ مسلمان ہیں اور جو ان کا مخالف ہے مشرک ہے (یہ عقیدہ حنبلیوں کا نہیں ہے۔ مصنف) اور جائز کر دیا انہوں نے اہل سنت اور ان کے علمائے کرام کا قتل۔

یہ واقعہ خروج ۱۲۳۳ھ کا ہے اور اسی زمانہ سے وہابی گروہ پیدا ہوا۔

---

(103) ردالمحتار ج: ٦، ص: ۴۱۳، کتاب الجہاد، باب البغاۃ، مکتبہ زکریہ دیوبند

میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اسی ابن عبد الوہاب کی ’’کتاب التوحید‘‘ کا ترجمہ مولوی اسمٰعیل کی تقویۃ الایمان ہے جس میں عامہ مومنین کو مشرک و کافر بنایا ہے ۔

آپ نے حدیث سن لی اور علامہ شامی کی تحریر دیکھ لی اب ذرا مولوی رشید احمد گنگوہی ابو الدیوبندیہ اور پیر مولوی خلیل احمد و مولوی محمود الحسن و مولوی محمد الیاس وغیرہ اراکین دیوبند کا فتویٰ ۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص: ۱۱۹ میں دیکھئے لکھتے ہیں :

’’ محمد ابن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ، ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا االبتہ ان کے مزاج میں شدت تھی اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا ہے (فساد عقیدہ پھر بھی نہیں کہا ۔ مصنف) اور عقائد سب کے متحد ہیں‘‘

ناظرین کرام ! غور فرمائیں کہ اس فتویٰ کے بعد کیا مولوی الیاس اور ان کے مریدین و متبعین کسی وہابی کو برا کہنے کی ہمت کر سکتے ہیں ؟ یا ان سے الگ رہ سکتے ہیں ؟ یا بقول اپنے پیر کے عمدہ عقائد چھوڑ کر کسی اور عقیدہ پر ہو سکتے ہیں ؟ آپ نے خطہ نجد کے متعلق جہاں سے وہابیت کو شیوع ہوا سن لیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے وہاں کے لئے دعاے خیر وبرکت نہ فرمائی اور اس گروہ وہابیہ نے جو بے ادبیاں خدا اور رسول عز وجل وصلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جناب میں کی ہیں مشہور و معروف ہیں ۔ کتب اہل حق ان کے رد و تردید سے بھری ہوئی ہیں چند گستاخیاں اور سنیئے ضرورت داعی ہے ورنہ ان کے ذکر اور نقل سے ایمان دار کا دل لرزے گا ۔

وہابیوں کی چند شرمناک گستاخیاں

مولوی اشرف علی تھانوی نے بڑھاپے میں نوجوان مریدنی سے نکاح کیا

ان کے بھائی نے انہیں خط لکھا کہ آپ نے بڑھاپے میں بھابھی صاحبہ کہ یہ رنج کیوں دیا۔ من جملہ جوابات کے ایک جواب یہ بھی دیا کہ ان کے ایک ملنے والے نے خواب میں دیکھا کہ معاذ اللہ۔ معاذاللہ۔ معاذ اللہ میرے گھر (اشرف علی کے گھر) حضرت عائشہ آنے والی ہیں جس کی تعبیر میں نے (اشرف علی نے) یہ سمجھی کہ کسی کمسن لڑکی سے میرا نکاح ہوگا۔ دیکھو رسالہ '' الامداد مجریہ از تھانہ بھون ماہ صفر ۱۳۳۵ھ۔

مسلمانو! کسی باغیرت مسلمان بلکہ انسان سے بھی کوئی عقل والا امید کر سکتا ہے کہ وہ اپنی ماں کو خواب میں دیکھے کہ وہ میرے گھر آئی ہیں اور تعبیر یہ دے کہ میری ماں کی نکاح کے وقت جو عمر تھی اس عمر کی مجھے بیوی ملے گی۔ اللہ کا کلام شاہد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ازواج مطہرات قیامت تک کے لیے مسلمانوں کے محرمات میں داخل ہیں۔ کلام مجید میں انہیں و ازواجہ امھاتکم فرمایا گیا سورہء احزاب میں ارشاد ہے: و ماکان لکم ان توذوا رسول اللہ و لا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابداًاِن ذلکم کان عند اللہ عظیماً یعنی اور تمہیں نہیں پہنچتا (حق) کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو بیشک (تم سے) یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔ کیا سرکار رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس تعبیر سے اذیت نہ ہوئی۔ ہمارا ایمان مجبور کرتا ہے کہ ہم یہ کہیں کہ ہوئی اور ضرور ہوئی۔

اس سے زائد ہوس ناکی کی مثال چوپایوں کے سوا انسانوں میں نہیں مل سکتی کہ ماں کو دیکھیں اور جورو کی تعبیر کریں فالیٰ اللہ المشتکیٰ۔ یہی تعلیماتِ مولوی اشرف علی ہیں جنہیں پھیلانے کا مولوی الیاس نے بیڑا اٹھایا ہے جیسا کہ

اس سے پہلے ظاہر ہو چکا ہے ۔ اس دوران تحریر میں حضرت مولانا مفتی حاجی احمد یار خاں صاحب کی کتاب ’’ جاء الحق و زھق الباطل ‘‘ دیکھنے میں آئی اس میں انہوں نے عقائد دیوبندی و اسلامی بالمقابل دکھائے ہیں وہاں بحوالہ کتاب ’’ بلغۃ الحیران ‘‘ مصنفہ مولوی حسین علی شاگرد مولوی رشید احمد گنگوہی سے لکھا ہے :

’’میں نے (حسین علی نے) حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ مجھے آپ پل صراط پر لے گئے اور دیکھا کہ حضور علیہ السلام (معاذ اللہ ، معاذ اللہ ، معاذ اللہ) گرے جا رہے ہیں تو میں نے گرنے سے حضور کو روکا (104)

مسلمانو! وہ دل و جگر کہاں سے آئے جو اس بات کی تشریح کی جائے، سوائے اس کے کہ اللہ ہی ان ظالموں سے بدلہ لے گا اور کیا کہا جائے ۔ چلتے چلاتے ایک خواب مولوی خلیل احمد مرشد محمد الیاس کا بھی سن لیجئے براہین قاطعہ میں لکھا ہے :

’’ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی ؟ آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی ۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ مدرسہ کا معلوم ہوا (105)

معلوم ہوا کہ دیوبند کے علما میں کوئی عربی داں نہ تھا۔ ان لغویات اور کفریات کو کہاں تک لکھا جائے اب آپ احادیث صحیحہ سنیے جن میں گستاخان سید المرسلین صلی اللہ علیہم اجمعین کا حشر بیان فرمایا گیا۔

گستاخان رسول کا حشر

---

(104) جاء الحق ص: ۴۱۴، رضوی کتاب گھر

(105) براہین قاطعہ ص: ۶۳، مکتبہ امدایہ دیوبند

حضرت ابو برزہ اسلمی رضِی اللہ عنہ نے شریک ابن شہاب کے سوال پر ارشاد فرمایا:

سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم بأذني و رأيته بعيني اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم بمال فقسمه فاعطىٰ من عن يمينه و من عن شماله و لم يؤت من ورائه شيئا فقام رجل من ورائه فقال يا محمد ما عدلت فى القسمة، رجل اسود، مطموم الشعر، عليه ثوبان ابيضان فغضب رسول الله صلى الله عليه و سلم غضباً شديداو قال و الله لا تجدون بعدى رجلا هو اعدل منى ثم قال يخرج فى آخر الزمان قوم كانّ هٰذا منهم، يقرؤن القرآن لا يجاوز تراقيهم ، يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية ، سيماهم التحليق لا يزالون حتىٰ يخرج آخرهم مع المسيح الدجال فاذا لقيتموهم فاقتلوهم، هم شر الخلق و الخليقة (106)

ترجمہ : میں نے اپنے کانوں سے سنا اور میری آنکھیں اس حالت میں حضور کی زیارت کر رہی تھیں، حضور کی خدمت میں کچھ مال لایا گیا، حضور نے تقسیم فرمایا پس عطا کیا سیدھی جانب والے کو اور الٹی جانب والے کو اور نہیں عطا فرمایا ان کو جو پیٹھ کے پیچھے تھے پس کھڑا ہوا ایک مرد پیچھے والا اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا۔ وہ شخص سیاہ رو، خوب گھٹی چاند تھا وہ دو سفید کپڑے پہنے تھا پس سخت غضب ناک ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

---

(106) سنن نسائی ج: ۲، ص: ۱۵۶، کتاب المحاربۃ، باب " من شہر سیفہ ثم وضعہ فی الناس" بنگلہ اسلامک اکیڈمی دیوبند۔

آلہ وسلم اور فرمایا خدا کی قسم نہیں پاؤ گے میرے بعد کسی شخص کو مجھ سے زیادہ عادل، پھر فرمایا کہ نکلے گی آخر زمانہ میں ایک قوم گویا کہ یہ شخص انہیں میں کا ہے (گستاخی میں) پڑھیں گے وہ لوگ قرآن اور نہیں اترے گا ان کی ہنسلی کی ہڈی سے (یعنی سینہ کے اندر دل میں نہ پہنچے گا ۔ مصنف) نکل جائیں گے وہ اسلام سے جیسے کہ نکل جاتا ہے تیر شکار سے علامت خصوصی سر منڈانا ہے ہمیشہ نکلتے رہیں گے ، یہاں تک کہ نکلے گا آخر گروہ ان کا مسیح دجال کے ساتھ (اس کا ساتھی ہو گا ۔ مصنف) پس جب ملو تم ان کو یقین کرو کہ وہ بد ترین مخلوق ہیں ۔

عن ابی سعید الخدری قال بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم و ھو یقسم قسماً، اتاہ ذو الخو یصرۃ و ھو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ اعدل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم و یلك و من یعدل اذا لم اعدل قد خبت و خسرت ان لم اعدل، فقال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ ائذن لی فیہ اضرب عنقہ، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلاتہ مع صلاتھم و صیامہ مع صیامھم و یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ، ینظر الی نصلہ فلا یوجد شئی ثم ینظر الیٰ رصافہ فلا یوجد فیہ شئی ثم ینظر الیٰ نضیہ فلا یوجد فیہ شئی و ھو القدح ثم ینظر الیٰ قذذہ فلا یوجد فی شئی سبق الفرث و الدم (107)

---

(107) صحیح مسلم ج: اص: ۳۴۱، کتاب الزکوٰۃ، باب " اعطاء المؤلفۃ و من یخاف علیٰ ایمانہ " رضا اکیڈمی ممبئی ۱۴۲۶ھ ۔

ترجمہ : حضرت ابو سعید خدری رضِی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس درمیان میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ مال تقسیم فرما رہے تھے ، حاضر ہوا آپ کی خدمت میں ذو الخویصرہ جو بنی تمیم سے تھا عرض کیا اس نے یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) انصاف کیجیے ، فرمایا حضور نے ہلاکت ہو تیرے لئے کون انصاف کرے گا اگر میں نہ کروں گا، تحقیق تو ٹوٹے اور نقصان میں رہے گا اگر میں انصاف نہ کروں گا ، پس عرض کیا حضرت عمر رضِی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن مار دوں ارشاد فرمایا کہ چھوڑ دے اس کو کہ تحقیق اس کے ساتھی ہیں (گستاخی کرنے والے ۔ مصنف) حقیر جانوگے تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں پڑھیں گے قرآن اور نہیں اترے گا ان کی ہنسلیوں سے (سینہ کے اندر ۔ مصنف) نکل جائیں گے دین سے جیسے کہ نکل جاتا ہے تیر شکار سے دیکھا جاتا ہے تیر کا پھل تو اس پر کوئی چیز لگی ہوئی نہیں پائی جاتی پھر دیکھا جاتا ہے اس کا پٹھا تو اس پر کوئی چیز لگی ہوئی نہیں پائی جاتی پھر دیکھی جاتی ہے اس کی لکڑی تو اس پر کوئی چیز لگی ہوئی نہیں پائی جاتی پھر دیکھے جاتے اس کے ریشے (پر) پس نہیں پائی جاتی کوئی چیز لگی ہوئی خون اور لید سے (تیر زور میں شکار شدہ جانور سے نکل جاتا ہے اور اس کے خون اور لید سے اس میں کچھ لگا نہیں رہتا اسی طرح یہ لوگ دین سے نکل جائیں گے اور کوئی شائبہ دین کا ان میں لگا نہ رہے گا ۔ مصنف)

ایک دوسری روایت میں ہے :

اقبل رجل غائر العینین، مشرف الوجنتین، ناتی الجبین ،کث اللحیۃ ،محلوق فقال اتق اللہ یا محمد فقال من یطع اللہ اذا عصیت ایامننی اللہ علی اھل الارض فلا تامنونی، فسالہ رجل

قتله فمنعه، فلما ولّٰی قال ان من ضئضئی هٰذا او فی عقب هٰذا قوما يقرؤن القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية يقتلون اهل الاسلام و يدعون اهل الاوثان لئن انا ادركتهم لأقتلنهم قتل عاد (108)

ترجمہ : حاضر ہوا خدمت اقدس میں ایک آدمی دھنسی آنکھوں، ابھرے ہوئے گال، اونچی پیشانی، گھنی داڑھی، منڈے سر کا پس عرض کیا اس نے اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا سے ڈرو۔ پس فرمایا حضور نے کون خدا کی اطاعت کرے گا جب کہ میں اس کی نافرمانی کروں گا، اللہ نے مجھے زمین والوں کے لیے امین بنایا اور تو مجھے امین نہیں سمجھتا؟ صحابہ میں سے ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت چاہی آپ نے منع فرمایا۔ جب وہ واپس گیا تو ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی اصل سے ایک قوم ہوگی کہ وہ پڑھیں گے قرآن کہ نہیں دھنسے گا قرآن ان کے نرخرے سے (یعنی زبان پر رہے گا۔ مصنف) نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے قتل کریں گے مسلمانوں کو اور چھوڑیں گے مشرکوں کو اگر میں ان کو پاؤں تو ایسے ہلاک کروں جیسے کہ اللہ نے قوم عاد کو ہلاک فرمایا۔

ناظرین کرام! اس حدیث شریف میں اصل سے مقصود اولاد معنوی ہے یعنی ہم مذہب اور ہم افعال ہیں نہ اولاد نسبی شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''

---

(108) صحیح بخاری ج: اص: ۴۷۲، کتاب الانبیا، باب '' قول اللہ والی عاد اخاھم ھود۔ المکتبۃ الاشرفیہ دیوبند۔

نوٹ:۔ اس کے علاوہ بخاری شریف میں متعدّد مقامات پر قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ یہ حدیث وارد ہوئی ہے دیکھیں۔ کتاب المغازی، باب '' بعث علی ابن ابی طالب وخالد بن الولید الی الیمن قبل حجۃ الوداع '' ایضًا۔ کتاب التفسیر باب قولہ '' المؤلفۃ قلوبھم '' ۔ ایضًا۔ کتاب الادب، باب '' ماجاء فی قول الرجل ویلک '' ایضاً۔ کتاب التوحید، باب '' فواللہ تعرج الملائکۃ والروح الیہ ''۔ عابد چشتی

لمعات ‘‘ میں یہی تحریر فرمایا ۔ اخیر الفاظ مبارکہ کہ ’’ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور مشرکین کو چھوڑیں گے ‘‘ حقیقت ہے ابن عبد الوہاب اور اس کے متبع نجدیوں نے آج تک اہل حرمین و اہل سنت کو قتل کیا کسی مشرک و کافر سے تعرض کرنا سنا بھی نہیں (109) اسمٰعیل دہلوی نے رنجیت سنگھ کو چھوڑا پٹھانوں کو قتل کیا اور مسلمانوں

---

(109) علامہ جمیل عراقی نجدیوں کی مسلم کشی کے متعلق لکھتے ہیں:

و من اعظم قبائح الوهابية اتباع ابن عبد الوهاب قتلهم الناس حين دخلوا الطائف قتلاً عاماً حتى استاصلوا الكبير و الصغير و صاروا يذبحون على صدر الام طفلها الرضيع و و جدوا جماعة يتدارسون القرآن فقتلوهم عن اخرهم و لما ابادوا من فى البيوت جميعاً خرجوا الى الحوانيت و المساجد و قتلوا من فيها و قتلوا الرجل فى المسجد و هو راكع او ساجد حتىٰ افنوا المسلمين فى ذلک البلد

ترجمہ: وہابیہ کے بدترین مظالم میں سے ایک یہ کہ انہوں نے طائف پر غلبہ پا کر قتل عام شروع کر دیا ، یہاں تک کہ بوڑھوں تک کو تہ تیغ کر دیا اور اس سلسلہ میں انہوں نے چھوٹے بڑے کا کوئی فرق نہیں رکھا، ظلم کی انتہا یہ تھی کہ ماں کے سامنے اس کے شیر خوار بچے کو ذبح کر دیتے تھے ۔ ایک جگہ کچھ لوگ قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے انہوں نے ان تمام لوگوں کو اسی حالت میں قتل کر دیا گھروں سے فارغ ہونے کے بعد دوکانوں اور مسجدوں کا رخ کیا مسجد میں نمازیوں کو اسی حالت میں قتل کر دیا کسی کو رکوع میں کسی کو سجدہ میں یہاں تک کہ اس شہر کے مسلمانوں کو فنا کر دیا۔ الفجر الصادق ص: ۲۲/۲۱، بحوالہ تاریخ نجد و حجاز ص: ۱۷۰

مشہور دیو بندی عالم دین مولانا حسین احمد مدنی لکھتے ہیں:

صاحبو! محمد ابن عبد الوہاب نجدی ابتدائے تیرھویں صدی میں نجد سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل سنت و جماعت سے قتل و قتال کیا، ان کے قتل کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائی ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ الشہاب الثاقب ص: ۵۴، مکتبہ رحیمیہ دیو بند۔

اور نہ صرف یہ کہ شیخ نجدی نے مسلمانوں یعنی اہل سنت و جماعت کا قتل عام کیا بلکہ اساطین امت کے مزارات اور قبہ جات بھی اس کے ذریعہ مسمار کئے گئے بلکہ بعض مزارات کو توڑ کر وہاں کوڑا خانہ بنا دیا جو اس کی قلبی شقاوت و بدبختی کی کھلی دلیل ہے تفصیل کے لیے ’’ تاریخ نجد و حجاز ‘‘ کا مطالعہ کریں۔ عابد چشتی

کے ہاتھوں مارے گئے ، متبعین خواہ مخواہ شہید بناتے ہیں ۔

برادران اہل سنت ! جب سے ہمارے اضلاع میں جماعت الیاسیہ کا ظہور ہوا مختلف المقام احباب زبانی و تحریری دریافت کرتے ہیں کہ یہ لوگ کون اور کیسے ہیں معلوم ہونے پر ان کا اصرار ہے کہ یہ سب باتیں جو زبانی ہیں تحریر کر دی جائیں تاکہ عام طور پر فائدہ حاصل ہو ۔ جتنا لکھا گیا وہ ایمان دار اور منصف کے لیے کافی و وافی ہے ، جماعت الیاسیہ پکی وہابی جماعت ہے ، اس جماعت کے سر گروہ محمد الیاس پشتینی وہابی دیوبندی نجدی تھے اور ان کی جماعت ’’ ذیاب فی ثیاب ‘‘ کی مصداق ہے یعنی بھیڑیے ہیں انسانی کپڑے پہنے ہوئے بلکہ اس سے زیادہ خطرناک کیوں کہ بھیڑیا ہمارا جسم خراب کرتا ہے اور پھاڑ تا چیرتا ہے اور یہ ہمارے ایمان کو بگاڑتے ہیں ۔ لہٰذا ان سے دور بھاگنا چاہیے اور ہر سنی واقف کار کا فرض ہے کہ وہ اپنے ناواقف بھائی کو ان کے شر سے واقف کرے اللہ تعالیٰ اس تحریر کو سنیوں کے لیے مفید بنائے ۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم

پیغامِ مصباح :

میرے احباب سلسلہ اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ دو تعلق نہیں رکھ سکتے ، اگر خدانخواستہ انہیں الیاسی جماعتوں سے دل چسپی ہے تو مجھ سے تعلق قطع کریں اور میرے ہم خیال ہوکر رہنا چاہتے ہیں تو ان جماعتوں سے علاحدہ رہیں کہ دو عملی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی نہ ذریعہ نجات بن سکتی ہے ۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و نبینا محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ و علماء ملتہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین.

JAMIA SAMADIA
Phaphund Shareef Distt Auraiya Up 206247
Phone.05683-240162
E-mail. jamiasamadia@gmail.com